با ادب جانور
بے ادب وہابی

مصنف

فیض ملت، آفتاب اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ **مفتی محمد فیض احمد اویسی** رضوی مدظلہ العالی

باہتمام

حضرت علامہ مولانا سید حمزہ علی قادری

عطاری پبلشرز باب المدینہ کراچی

www.FaizAhmedOwaisi.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

باادب جانور بے ادب وھابی

مصنف

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

با اہتمام

حضرت علامہ مولانا حمزہ علی قادری

(۱) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

(پارہ۱،سورۃ البقرۃ،ایت۱۰۴)

ترجمہ: اے ایمان والو رَاعِنَانہ کہواور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے (جو کچھ کہا جائے اسکو) بغور سنواور کافروں (اس قاعدے کو نہ ماننے والوں کے لئے) کے لئے دردناک عذاب ہے۔

یہودی اور کفار مکہ لفظ ''راعنا'' کے دو معنی سمجھتے تھے۔ایک تو یہ کہ آپ ہماری طرف توجہ فرمادیں۔دوسرے معنی لغو کے سے تھے۔اس لفظ کے استعمال سے حضور پرنُور ﷺ کی بے ادبی کا شائبہ محسوس ہوتا تھا۔اس شبہ کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے لفظ''راعنا'' کے استعمال کو قطعی طور پر منع فرمادیا تا کہ اس کے حبیب سے کلام کرنے میں بے ادبی کا شائبہ تک نہ ہو۔

انتباہ: جس ذات اقدس کا ادب خود خالقِ کائنات سمجھائے بلکہ بے ادبی کے معمولی شائبہ پر جہنم کی وعید سنائے اس ذات کی رفعت شان کا کیا کہنا۔لیکن حیرت اس برادری پر جو ایک طرف تو بے ادبی وگستاخی کو کفروارتداد بلکہ گردن زنی کے فیصلے سناتے ہیں دوسری طرف جی بھر کر گستاخیاں اور بے ادبیاں کرتے ہیں اور ڈھیٹ اور ضد کے دھنی کہ اپنی ان گستاخیوں کو توحید کا لبادہ اڑھاتے ہیں۔

(۲) اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ (پارہ۱،سورۃ البقرۃ،ایت۱۰۸)

ترجمہ: کیا یہ چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے ویسا سوال کرو جو پہلے موسٰی سے ہوا تھا اور جو ایمان کے بدلے کفر لے وہ ٹھیک راستہ سے بہک گیا۔

فائدہ: مفسرین نے لکھا کہ اس آیت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خبردار کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ باتیں نہ پوچھا کریں جو کچھ آپ فرمادیں اسے بغور سنیں اور بال کی کھال اُتارنے کی کوشش نہ کریں کیونکہ یہ یہودیوں کا طرز عمل تھا۔اور اسی وجہ سے ان پر مصیبتیں نازل ہوئیں۔

خموش اے دل! بھری محفل میں چلانا نہیں اچھا
ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

(۳) لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (پارہ ۱۸، سورۃ النور، ایت ۶۳)

ترجمہ: رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے بیشک اللہ جانتا ہے جو تم میں چپکے نکل جاتے ہیں کسی چیز کی آڑ لے کر تو ڈریں وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے یا ان پر دردناک عذاب پڑے۔

فائدہ: اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے مسلمانوں کو وہ آداب سکھائے ہیں جن کا نبی ﷺ اور امتیوں کے درمیان ملحوظ رکھنا اشد ضروری ہے۔ یعنی حضور کریم ﷺ کو اس طریقہ سے نہ بلاؤ جس طرح عوام الناس ایک دوسرے کو بلاتے ہیں اور نہ ہی ان کی مجلس سے چوری چھپے بلا اجازت رخصت ہو کیوں کہ یہ بڑی گستاخی ہے اور کہیں ایسا نہ ہو کہ اس گستاخی کے عوض اللہ تعالیٰ تم پر کوئی آسمانی عذاب نازل کر دے۔

(۴) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ (پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، ایت ۵۳)

ترجمہ: اے ایمان والو نبی کے گھروں میں نہ حاضر ہو جب تک اذن نہ پاؤ۔

(۵) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (پارہ ۲۶، سورۃ الحجرات، ایت ۲)

ترجمہ: اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل (بے ادبی کی وجہ سے) اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

(۶) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ (پارہ ۲۸، سورۃ المجادلہ، ایت ۹)

ترجمہ: اے ایمان والو تم جب آپس میں مشاورت کرو تو گناہ اور حد سے بڑھنے اور رسول کی نافرمانی کی مشاورت نہ کرو اور نیکی اور پرہیزگاری کی مشاورت کرو اور اللہ سے ڈرو جس کی طرف اٹھائے جاؤ گے۔

(۷) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (پارہ ۲۸، سورۃ المجادلہ، ایت ۱۲)

ترجمہ: اے ایمان والو جب تم رسول سے کوئی بات آہستہ عرض کرنا چاہو تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو یہ

تمہارے لئے بہتر اور بہت ستھرا ہے پھر اگر تمہیں مقدور نہ ہو تو (خیرات دینے کو کچھ نہ پاؤ تو کچھ مضائقہ نہیں) اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(۸) وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا (پارہ۷، سورۃ المائدۃ، ایت۹۲)

ترجمہ: اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ہوشیار رہو۔

(۹) وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (پارہ۵، سورۃ النساء، ایت۶۴)

ترجمہ: اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اُس کی اطاعت کی جائے۔

(۱۰) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ (پارہ۲۶، سورۃ محمد، ایت۳۳)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور اپنے عمل باطل نہ کرو۔

(۱۱) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا (پارہ۲۱، سورۃ الاحزاب، ایت۲۱)

ترجمہ: بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے اس کے لئے کہ اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے۔

(۱۲) فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (پارہ۵، سورۃ النساء، ایت۶۵)

ترجمہ: تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ (تنگی) نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

(۱۳) وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا (پارہ۲۲، سورۃ الاحزاب، ایت۳۶)

ترجمہ: اور کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرما دیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بیشک صریح گمراہی بہکا۔

(۱۴) وَمَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (پارہ۲۸، سورۃ الحشر، ایت۷)

ترجمہ: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

نائب اور خلیفہ اعظم

نبی پاک ﷺ اللہ کے خلیفہ اعظم ہیں خود اللہ تعالیٰ نے اس کی تعلیم فرمائی ہے۔

(۱۵) وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (پارہ۴،سورۃ ال عمران،ایت ۱۳۲)

ترجمہ: اور اللہ ورسول کے فرمانبردار رہو اس اُمید پر کہ تم رحم کیے جاؤ۔

(۱۶) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ (پارہ۵،سورۃ النساء،ایت ۵۹)

ترجمہ: اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم (اطاعت کرنے والوں) میں حکومت والے ہیں۔

فائدہ: مندرجہ بالا آیات کے علاوہ قرآن مجید میں دوسرے بہت سے مقامات پر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے لئے ارشاد فرمایا ہے اور وہ آیات انسان کی زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق ہیں۔ احکام الٰہی کے تحت فرمانِ رسالت مآب ﷺ ہے: عن عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ ﷺ لایؤمن احدکم حتی یکون ھواہ تبعاً لما جئت بہ۔ (رواہ فی شرح السنۃ وقال النووی فی اربعینہ ہذا حدیث صحیح)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی (کامل) مومن نہیں ہوسکتا۔ یہاں تک کہ اُس کی خواہش اس چیز کے تابع نہ ہو جائے جو میں لایا ہوں۔

محبت کا دعویٰ اس وقت تک درست وصحیح ہوسکتا ہے کہ جب انسان اپنی ہر خواہش رسول کریم ﷺ کے فرمان کے تابع کردے اور دنیاوی اور برادری کے غیر اسلامی رسم ورواج کو ترک کردے کیوں کہ۔

محمد ﷺ کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامنِ توحید میں آباد ہونے کی

فائدہ: محبت کا دعویٰ اور زندگی کے ہر شعبہ میں مسلسل نافرمانی۔ یہ محبت نہیں عداوت ہے۔ انسان اپنی خواہشات پر گامزن رہ کر کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔

خلافِ پیغمبر کسے راہ گزید
کہ ہر گز بمنزل نخواہد رسید

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سے گریز کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کبھی راضی نہیں ہوتا بلکہ ان کے متعلق یہ اعلان فرماتا ہے۔

(۱۷) وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ

جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا (پارہ ۵، سورۃ النساء، ایت ۱۱۵)

ترجمہ: اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔

(۱۸) وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (پارہ ۹، سورۃ الانفال، ایت ۱۳)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اسکے رسول سے مخالفت کرے تو بے شک (سو ایسے لوگوں کے لئے) اللہ کا عذاب سخت ہے۔

فائدہ : حضور کریم ﷺ کی اطاعت ظاہراً و باطناً ضروری ہے جس قدر اتباع زیادہ ہوگا اسی قدر قربِ الٰہی میں مرتبہ زیادہ ہوگا اللہ تعالیٰ اتباع کرنے والے پر راضی ہوگا۔

اور وہ اس کے فضل و کرم سے نوازا جائے گا۔

(۱۹) وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (پارہ ۴، سورۃ النساء، ایت ۱۳)

ترجمہ: اور جو حکم مانے اللہ اور اللہ کے رسول کا اللہ اُسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں، ہمیشہ اُن میں رہیں گے۔ اور یہی ہے بڑی کامیابی۔

فائدہ : انہی چند آیات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ تفصیل مع تشریح کے لئے حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "شانِ حبیب الرحمٰن" کا مطالعہ کیجئے۔

درسِ ادب :

اطاعتِ رسول ﷺ پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے کہ اطاعت وہی کرتا ہے جو حضور سرورِ عالم ﷺ کا باادب ہے جیسے سیرۃ صحابہ رضی اللہ عنہم سے عیاں ہے۔ بے ادب اطاعت کرتا بھی ہے تو مرے دل سے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رسول اکرم ﷺ کی سچے دل سے اطاعت و ادب نصیب فرمائے۔ (آمین)

بے ادب پاگل ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ○ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ (پارہ ۲۶، سورۃ الحجرات، ایت ۴، ۵)

ترجمہ: بیشک وہ جو تمہیں حُجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔ اور اگر وہ صبر کرتے یہاں

تک کہ تم آپ ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا۔

شانِ نزول :

اس آیت کا شانِ نزول مفسرین یوں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ قبیلۂ بنی تمیم کے چند لوگ دوپہر کے وقت مسجد نبوی میں آئے۔ حضور ﷺ اس وقت حجرہ مبارکہ میں آرام فرما رہے تھے۔ وہ لوگ باہر سے آوازیں دینے لگے۔ یامحمد اخرج الینا (اے محمد (ﷺ) باہر آیئے) یہ بے ادبی اور گستاخی کی بات تھی۔

آیت میں نبوت کا ادب سکھایا گیا کہ تمہیں کیا معلوم اس وقت آپ پر وحی نازل ہو رہی ہو۔ یا کسی اور اہم کام میں مشغول ہوں چونکہ آپ کی ذات مسلمانوں کے تمام دنیوی و دینی امور کا مرکز و محور تھی کسی معمولی ذمہ دار آدمی کے لئے بھی اپنے فرائض سے عہدہ برآ ہونا مشکل ہو جاتا ہے۔ امتی کے گاہِ بے گاہ بلانے پر ان کے شان اور ادب و احترام کے یکسر خلاف ہو جائیں تو نظامِ دین و دنیا برہم ہو جائے گا۔

استاذِ کل :

صحابہ کے ساتھ حضور ﷺ کا ایک تعلق استاد اور تلامذہ کا بھی تھا۔ جیسے قرآن میں آیا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (پارہ ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱۶۴)

ترجمہ: بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔

اس طرح بارگاہِ رسالت کے آداب سے یہ ہمیں سبق بھی ملتا ہے کہ استاد شاگردوں پر شفقت کرے اور شاگرد استاد کا ادب و احترام ہر وقت ملحوظ رکھیں اور اسی طرح تمام بزرگانِ دین اور علماء حق کے ساتھ بھی ادب سے پیش آنا چاہیے اس لئے کہ بے ادبی گنوار پن بھی ہے اور روحانی اعتبار سے باعثِ حرمان بھی۔

شاہانہ آداب :

دنیا کا دستور ہے کہ کوئی شخص حاکم وقت اور بادشاہ کو ان کے مکان سے اپنی غرض کے واسطے نہیں پکار سکتا۔ جب تک وہ خود ہی دربار میں نہ آئے۔ ابلیس ہی رسالت کی تعظیم و تکریم۔ کو سمجھے۔ بلکہ اہلِ ایمان اس سے اپنے ایمان کی عظمت کے پیشِ نظر دربار رسالت و ادب نبوت کی رفعت کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایک معمولی حاکم کے آداب کے خلاف تو سزا

کا مستحق ہواور احکم الحاکمین کے بتائے ہوئے دربار بادشاہانہ کی خلاف ورزی کرنے والا سزا کا موجب نہ ہو۔

نبی علیہ السلام کا بے ادب پاگل اور لایعقل :

قرآن مجید کی آیت سے ثابت ہے کہ نبوت کا گستاخ اور بے ادب پاگل اور بے عقل ہے۔ چاہے وہ اپنے آپ کو عالم، فاضل سمجھے اور دوسرے لوگ اسے کتنا ہی بلند قدر مانیں۔

اہلسنّت کا بیڑا پار :

یہ اللہ تعالیٰ کا فضلِ خاص ہے کہ جب تک کسی کی عقلِ سلیم میں کجی نہیں ہوتی وہ بزرگوں کی برابری کا دعویٰ نہیں کرتا۔ اگر کچھ بھی عقل ہو تو آدمی سمجھ سکتا ہے کہ بزرگانِ حق کے ساتھ برابری کا دعویٰ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر منحصر ہے۔

نکتہ : ابوجہل باوجود اپنی قوم قریش میں نہ صرف بڑا دانشور تھا بلکہ اپنے فنون وحکمت میں نمایاں حقیقت رکھتا تھا اسی لئے اسے اہلِ عرب نے ابوالحکم (حکمتوں کا مرکز) کا لقب دیا لیکن رسول اللہ ﷺ کا گستاخ تھا اور بے ادبی کو اپنا دین سمجھتا تھا اسی لئے حضور ﷺ نے اس کا نام ابوجہل رکھا۔

مسئلہ : گستاخ بے ادب اور مرتد قسم کے لوگوں کو مولانا یا اسطرح کے بہترین القاب کہنا لکھنا حرام اشد حرام ہے (عالمگیری وغیرہ)

سبق : فقہائے کرام کی احتیاط اہلِ علم پر مخفی نہیں لیکن یہاں انکی بے احتیاطی سمجھئے یا قانون اسلام کی پابندی پر محمول کیجئے وہ قانونِ اسلام یہ ہے کہ مرتد بلکہ فاسق فاجر اور اہلِ بدعت کی تعظیم وتکریم سے نہ صرف خدا تعالیٰ ناراض ہوجاتا ہے ۔ بلکہ اس کے غیظ وغضب کو دیکھ کر عرشِ عظیم کانپ جاتا ہے۔ اور یہ گستاخانِ رسول ﷺ اور خارجیانِ زمانہ تو اس لائق ہیں کہ ان کے گلے میں رسی ڈال کر انکے ساتھ وہی کیا جائے جو اللہ تعالیٰ نے ابولہب کی زوجہ سے کیا ام جمیل کے گلے میں پھندا ڈالا جس سے وہ تڑپ تڑپ کر مرگئی کما قال اللہ تعالیٰ:

فِیْ جِیْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ (پارہ ۳۰، سورۃ اللھب، ایت ۵)

ترجمہ: اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسا۔

کیا ابلیس ملعون سے ان لوگوں کا علم عمل اور عہدہ ومرتبہ بڑا ہے جبکہ اس خبیث سے جب بھی رسول اول ابوالبشر علیہ

السلام کی بے ادبی اور گستاخی ہوئی تو انکے وہی فرشتے جو کل اسکی شاگردگی پر نازاں تھے آج اس کے گلے میں لعنت کا پھندا ڈال کر بہشت سے نہ صرف پھینک مارا بلکہ لعنت لعنت الٰی یوم القیمٰہ اور نہ صرف وقتی طور پر بلکہ ہر وقت اور نہ صرف یہی بلکہ کل دوزخ میں اسے گھسیٹ کر کے بھی لانے والے یہی تلمیذان ارجمند ہونگے جو اپنے استاد کی تعظیم وتکریم کے بجائے توہین تذلیل پر کمربستہ ہونگے اسکی تشریح ان شاء اللہ آئے گی۔

لیکن افسوس کہ آج کل صلح کلی مسلمان معمولی سی لالچ اور طمع یا معمولی سے خطرہ سے اور کھٹکا پر بہت بڑے سے بڑے گستاخ اور منہ بھٹ کے آگے تعظیم وتکریم کے طور سر تسلیم کئے ہوئے ہے اور بوقت ضرورت اسکو اعلیٰ سے اعلیٰ القاب سے نوازتا اور اسے خوش کرنے کے لئے ہزاروں پاپڑ بیلتا ہے فقیر اویسی کہتا ہے کہ اسکی سزا آج نہ سہی تو قیامت میں ضرور ملے گی۔

تنبیہ: اس دولت ادب سے محروم لوگوں کے لیے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے سالہا سال پہلے فیصلہ فرما دیا

؎ بے ادب محروم شداز لطفِ رب

فائدہ: آیت سے معلوم ہوا کہ ہرکس وناکسِ کو ادب نصیب نہیں ہوسکتا یہ دولت ان لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جنکے قلوب اللہ تعالیٰ کے منتخب شدہ ہیں۔

الحمدللہ ہم اہلسنت کا بیڑا پار کہ ہمیں بفضلہٖ تعالیٰ یہ دولتِ عظیم نصیب ہے۔

آیت میں باادب لوگوں کو مغفرت اور اجرِ عظیم کے مژدہ بہار سے نوازا گیا۔

سر مایۂ ادب بکف آور کہ ایں متاع
آنرا کہ ہست فیض آبد آیدش

سلف صالحین کا استدلال:

مفسرین کے اقوال پہلے درج ہوچکے ہیں کہ ہمارے اسلاف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ انہی آیات سے دلیل پکڑتے چلے آئے کہ نبی کریم ﷺ کے ادب کے بعد ادب سے بیٹھنا مدارج علیا تک پہنچاتا ہے۔ چنانچہ بعض علماء کا یہ حال تھا کہ اگروہ کسی بزرگ کی خدمت میں انکے جانشینوں صحابہ کرام واہلبیت کرام اولیاء علماء اور اساتذہ بلکہ عمر میں بڑے لوگوں کا ادب اور انکی تعظیم وتکریم بھی ضروری ہے چنانچہ حضرت ابوعثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بزرگوں کی خدمت میں جاتے تو بیٹھے رہتے جب تک وہ خود بخود نہ نکلتے۔

علماء کرام کا ادب :

ابوعبید قاسم بن سلام رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے کسی عالم دین کا دروازہ نہیں کھٹکھٹایا بلکہ جب کبھی گیا تو انتظار میں بیٹھا رہتا جب تک وہ خود بخود نہ نکلے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ (پارہ ۲۶،سورۃ الحجرات، ایت ۴،۵)

ترجمہ: اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم آپ ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا۔

اللہ اکبر :

ایک وہ وقت تھا کہ نہ صرف انبیاء علیہم السلام کے لئے بلکہ علماء کرام کے ادب اور انکی تعظیم وتکریم کے متعلق قرآنی آیات سے استنباط اور استدلال کیا جاتا لیکن آج وہ وقت ہے کہ علماء کرام کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

انتباہ : اس سے ثابت ہوا کہ وہ حضرات بڑے نصیبوں والے ہیں جو نبی پاک ﷺ کی عزت وعظمت کے دلائل قرآن مجید واحادیث سے مستنبط کرتے ہیں۔

حکایت : حضرت مولانا محمد یار رحمۃ اللہ علیہ ساکن گڑھی اختیار خان کو کسی مولوی نیم دیوبندی یعنی صلح کلی نے بہاولپور میں مناظرہ کا چیلنج کیا آپ نے چیلنج قبول کر کے صرف ایک رات کی مہلت مانگی۔ صبح کو وقت مقررہ سے ایک گھنٹہ کو بعد پہونچے۔ اپنے بیگانوں میں چہ میگوئیاں شروع ہونے لگیں۔ آپ نے فرمایا دوستوں مناظرہ ہونا ہی ہونا ہے لیکن مجھے صرف اتنی اجازت چاہیے کہ مدمقابل سے عرض کروں کہ جناب نے رات کن فکرات میں بسر کی بخدا میں تو ساری رات ان تصورات میں ڈوبا رہا کہ صبح کو کونسی آیت کمالِ نبوت میں پیش کروں اور کونسی حدیث کمالِ مصطفوی میں مجھے کام دیگی اور میرا بالمقابل اگر برا نہ مانے تو کہہ دوں کہ اس نے ساری رات ان پریشان خیالوں میں گذاری کہ تنقیصِ رسول ﷺ میں فلاں آیت پیش کرونگا اور فلاں حدیث۔ مولانا مرحوم کی اس مختصر سی بات پر مجمع چیخ اٹھا اور ایک ہیجان سا پیدا ہو گیا اور مستی عشق مصطفیٰ کا نشہ چڑھ گیا۔ اور مخالف مولوی نے فوراً اعلان کر دیا کہ مولانا محمد یار صاحب صحیح فرماتے ہیں واقعی میری رات اسی غلط خیالی میں گزری۔

نوٹ : یہ واقعہ فقیر نے بہاولپور کے بہت سے لوگوں سے سنا اور اسکی تصدیق حضرت مولانا عبدالستار نیازی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ہوئی جبکہ انہوں نے کوئٹہ بلوچستان میں ایک تقریر میں یہی واقعہ بیان فرمایا۔ فقیر انہی دنوں کوئٹہ بلوچستان

میں دورہ تفسیر پڑھا رہا تھا۔

جانور : اس سے میری مراد غیر انسان ہے کیونکہ انسان کی عظمت اور قدر و منزلت بلند و بالا ہے۔اس میں عقل و شعور اور علم و فہم ہے اور جانور بے عقل اور بے فہم شے ہے۔لیکن اسے رسول اکرم ﷺ اور محبوبان خدا کا ادب احترام ہے اسی لئے ادب و احترام کی برکت سے بعض جانور کل قیامت میں جنت میں داخل ہونگے۔

بہشتی جانور

حضرت امام مقاتل نے فرمایا کہ اہلِ ایمان کی طرح دس جانور بہشت میں داخل ہوں گے وہ دس جانور یہ ہیں:

۱)ناقہ صالح علیہ السلام

۲)ابراہیم علیہ السلام کا بچھڑا جسے مہمانوں کے لیے ذبح فرمایا

۳)اسماعیل علیہ السلام کا دُنبہ

۴)موسیٰ علیہ السلام کی گائے

۵)یونس علیہ السلام کی مچھلی

۶)عُزیر علیہ السلام کا گدھا

۷)سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی

۸)بلقیس کا ہدہد

۹)اصحابِ کہف کا کتا

۱۰)حضور سرورعالم شفیع معظم ﷺ کی ناقہ مبارکہ

فائدہ : یہ سب دنبے کی شکل میں ہوکر بہشت میں داخل ہوں گے (ذکر فی مشکاۃ الانوار) (روح البیان)

حضرت شیخ سعدی قدس سرہٗ نے فرمایا :

سگ اصحاب کھف روزے چند
پئے نیکا ن گر فت و مر دم شد

سگ اصحاب کہف کے متعلق ادب کی باتیں فقیر کے رسالہ ''باادب کتے اور بے ادب وہابی''، میں پڑھئے۔یہاں پر چند جانوروں کے بعض آداب کی باتیں پڑھئے۔

گھوڑا قیمتی بن گیا ۱۔

جمیل بن نخعی فرماتے ہیں ہم ایک جنگ میں حضور سرورعالم ﷺ کیساتھ ہم سفر تھے۔ میرے پاس ایک لاغر گھوڑا تھا جو سب سے پیچھے رہتا تھا۔ نبی پاک ﷺ نے ایک چابک گھوڑے کو مارا اور فرمایا **اللھم بارك له فيها ۔** (اے اللہ اسے رفتاری میں برکت دے)

اسکے بعد اس گھوڑے کو ہمیشہ دوسرے گھوڑوں سے آگے پایا اس گھوڑے کی نسل سے میں نے بارہ ہزار درہم کمائے۔

(مدارج ،ص ۱۲۱ ج ۳)

۱؎ گھوڑا موذی نہ سہی لیکن شرارت پہ آجائے تو پھر پناہ بخدا۔ ہاں شرارتی سہی لیکن حضور سرورعالم ﷺ اور اولیاء کرام کا بے ادب و گستاخ نہیں اسی لئے اسکے ادب و تعظیم کی باتیں لکھوں گا۔ (اویسی غفرلہ)

با ادب گھوڑا

مغازی الرسول میں ہے کہ بنی اود کا ایک شخص جو بکریاں چرایا کرتا تھا۔ ان کا خود بیان ہے کہ میں راہ میں ایمان لایا اور لشکر کے ساتھ چلا آیا۔ میں لڑنا نہیں جانتا تھا جب گھمسان کی لڑائی شروع ہوتی تو حضور نے مجھے اپنے گھوڑے پر سوار کر دیا وہ گھوڑا چونکہ حضور کی سواری میں تھا اسلئے اڑ گیا وہ نہیں چاہتا تھا کہ حضور کے سوا اس پر کوئی دوسرا سوار ہو۔ حضور ﷺ نے اس سے کچھ فرمایا۔ پس وہ گھوڑا مجھے لے اڑا میں ڈر کر اس کی پیٹھ سے چمٹ گیا اور اپنے پروردگار سے دعا کی ۔ میں گرنے سے محفوظ رہا۔ یہاں تک کہ میں سیدھا بیٹھ گیا اور تلوار چلانی شروع کردی اور اتنی چلائی کہ میرا ہاتھ بغل تک رنگ گیا۔

فائدہ: گھوڑے کا ادب ملاحظہ ہو کہ حضور علیہ السلام کے سوا کسی کو چاہتا ہی نہیں پھر فرماں برداری پر غور کرو کہ فرمان سنتے ہی سر تسلیم خم کردیا۔ حضرت انسان اشرف الخلوق ہو کر دونوں ادب و اتباع سے محروم ہو تو اس جیسا کمبخت اور کون ہوگا۔

فرماں بردار گھوڑا

ایک سفر کا واقعہ ہے کہ آپ نے اپنے گھوڑے کو کہا کہ جب تک میں نماز پڑھوں تب تک میرے سامنے رہنا۔ وہ گھوڑا آپ ﷺ کے حکم سے وہیں کھڑا رہا یہاں تک کہ آپ نماز سے فارغ ہوگئے ۔ (کتاب المعجزات)

گھوڑے نے سر جھکا دیا

روح البیان میں ہے سلیمان بن عبدالملک نے ایک زاہد کی گرفتاری کا حکم دیا، جب وہ گرفتا ہو کر حاضر ہوا تو وزرا سے اس کے متعلق مشورہ کیا۔ وزیروں نے کہا کہ وہ گھوڑا کہ جو بھی اس کے آگے آتا ہے۔ اسے مارڈالتا ہے۔ اس زاہد کو اسی گھوڑے کے آگے ڈال دو اور دروازے بند کردو۔ یہ گھوڑا اس کا کام تمام کردے گا۔ چنانچہ ایسے ہی کیا گیا۔ رات کو زاہد کو گھوڑے کے آگے ڈالا گیا تو وہ گھوڑا زاہد کے سامنے جھک گیا اور نہایت نرمی سے پیش آیا۔ صبح کو دروازہ کھولا گیا۔ تو وہ زاہد صحیح سالم آرام سے بیٹھا تھا۔ سلیمان ابن عبدالملک کو خبر دی گئی تو اس نے زاہد سے معافی چاہی اور باعزت بری کردیا۔ (روح البیان)

گر ت نهی منکر بر آید زدست
نشاید چو بے دست وپا یا ن نشست

ترجمہ : اگر تجھ سے امرونہی کا کام ہوسکتا ہے تو پھر لولے لنگڑے ہو کر مت بیٹھو۔

فائدہ : گھوڑا ہمارے تمہارے لئے لاشعور سہی لیکن اسے اولیاءاللہ کی پہچان بھی ہے اور ادب بھی۔ دیکھا یہ گھوڑا نہ صرف لاشعور تھا بلکہ خونخوار بھی تھا لیکن ایک ولی کامل کے سامنے جھک گیا۔ یعنی نیازمندی سے پیش آیا۔ اسی لئے تو ہم کہتے ہیں کہ جسے اولیاءاللہ کی نیازمندی شرک نظر آتی ہے وہ گھوڑوں سے بھی بدتر ہے۔

گھوڑے نے پڑھا لا الہ الااللہ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مجھے ابوسفیان نے کہا کہ میں قیصر روم کے پاس تھا میں نے اس سے اور اسکے ملازموں سے حضور نبی پاک ﷺ کے اوصاف سنے اس سے فارغ ہو کر چلا تو جس جانور سے گذرتا اس سے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سنتا تھا یہاں تک کہ میرا ایک گھوڑے سے گذر ہوا جو اپنے مالک سے بھاگا اور جنگل میں آوارہ پھرتا میں نے اسے پکڑنا چاہا تو اس نے باآواز بلند پڑھا "لا الہ الا اللہ۔ مجھے اسکے تکلم سے تعجب ہوا گھوڑا بولا کیا تو اس سے اور تعجب خیر بات سننا چاہتا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا اللہ نے تجھے بلاتکلف شام وسحر رزق دیا پھر بھی تو اسکا کلمہ نہیں پڑھتا اور اسکے رسول ﷺ نہیں مانتا، پھر بڑے محبت آمیز لہجے کے ساتھ پڑھا،

هو محمد النبی العر بی الها شمی القرشی الا بطحی المکی المدنی۔

وہ محمد نبی عربی ہاشمی قرشی ابطحی مکی مدنی ہیں (ﷺ)

گدھے کا عشق

ابن عساکر سے روایت ہے کہ جب حضور ﷺ نے خیبر فتح کیا تو ایک گدھے نے حضور ﷺ سے باتیں کیں۔ گدھے نے کہا، اللہ تعالیٰ نے میری جد کی نسل سے ساٹھ ایسے گدھے پیدا فرمائے ہیں جن پر بجز نبی کے کسی نے سواری نہیں کی ہے اور میں یہ خواہش رکھتا ہوں کہ حضور (ﷺ) کی سواری کا شرف حاصل کروں۔ میرے جد کی نسل میں میرے سوا کوئی باقی نہیں رہا اور آپ کے سوا کوئی نبی بھی اب آنے والا نہیں ہے۔ اس نے کہا آپ سے پہلے میں ایک یہودی کے قبضہ میں تھا۔ جب وہ مجھ پر سواری کا ارادہ کرتا تو میں قصداً اچھل کر اسے گرا دیتا اور اسے اپنے پر سوار نہ ہونے دیتا۔ وہ یہودی غصے میں مجھے بھوکا رکھتا تھا۔ اس پر حضور ﷺ نے اس سے فرمایا، تیرا نام "یعفور" ہوگا۔ یہ یعفور آپ کی خدمت اقدس میں حاضر رہتا جب نبی کریم ﷺ اسے کسی کو بلانے بھیجتے تو وہ اس کے دروازے پر جاتا اور اپنے سر سے دروازے کو کوٹتا۔ جب مالک مکان باہر آتا تو وہ اشارہ کرتا کہ رسول خدا ﷺ نے تجھے بلایا ہے اور وہ اسے لے کر آ جاتا۔ جب حضور ﷺ نے رحلت فرمائی تو یعفور نے رنج وغم اور فراق کے غم میں کنوئیں میں چھلانگ لگا کر خود کو مار ڈالا۔

(مدارج، ص ۳۴۶ ج ۱)

شہد کی مکھی کی سلامی

ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ ایک جنگی سفر پر روانہ ہوئے۔ دورانِ سفر کھانا کھانے لگے۔ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو فرمایا کسی کے پاس سالن ہے تو لے آؤ تا کہ تمام مل کر کھانا کھالیں۔ تمام صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آج تو کسی کے پاس کچھ بھی نہیں۔ اسی اثنا میں شہد کی ایک مکھی کان کے پاس گھوں گھوں کرتی سنائی دی۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ مکھی کیا کہتی ہے۔ آپ نے فرمایا یہ کہتی ہے کہ ہمارے پاس بہت سا شہد ہے لیکن ہم اٹھا کر لانے سے قاصر ہیں۔ آپ کوئی آدمی بھیجیں تا کہ وہ شہد لیتا آئے۔ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا وہ اس مکھی کے پیچھے جائیں۔ مکھی آپ کو ایک غار کے دروازے پر لے گئی جہاں ایک بہت بڑا چھتا شہد سے بھرا تیار تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی مرضی کے مطابق شہد حاصل کیا اور حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور ﷺ نے سب کو تقسیم کیا۔ وہی مکھی دوسری بار حضور ﷺ کے سر پر منڈلانے لگی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، حضور! اب کیا کہتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے اس سے دریافت کیا ہے کہ یہ شہد کس طرح اکٹھا کرتی ہو؟ اس نے بتایا کہ ہم میں ایک سردار مکھی ہوتی ہے۔ تمام مکھیاں اس کے حکم سے پھلوں اور پھولوں سے رس چوس چوس کر چھتے میں لاتی رہتی ہیں اور وہ اس پر دور دپا

ک پڑھتی ہے۔اس درود پاک کی برکت سے تمام پھلوں پھولوں کی تاثیر بدل کر شہد کی مٹھاس میں تبدیل ہو جاتی ہے۔
(شفاء القلوب ص ۲۴۳)

رسول اللہ ﷺ کی مچھلی دیوانی

ایک دن حضور نبی کریم ﷺ اپنی مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک اعرابی ہاتھ میں طشتری پکڑے حاضر ہوا اور ایک کچی مچھلی رومال میں ڈھانپ کر پیش کی، کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ میں اس مچھلی کو تین دن تک پکا تا رہا ہوں مگر اس پر آگ کا اثر نہیں ہوا۔ حضور ﷺ یہ بات سن کر مسرور ہوئے کہ معاملہ کیا ہے؟ اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہ ! اس مچھلی کو حکم دیجئے کہ حقیقت واقعہ بیان کرے۔ حضور ﷺ نے مچھلی کو اشارہ کیا تو وہ نہایت فصیح زبان میں بولی یا رسول اللہ (ﷺ) یہ شکاری مجھے جال میں رکھ کر اپنے گھر کی طرف آ رہا تھا۔ اور راستے میں اس نے آپ پر درود پڑھنا شروع کر دیا۔ میں بھی اسکے ساتھ درود شریف پڑھتی گئی اس درود کی برکت سے میرے بدن پر آگ کا اثر نہیں ہو رہا۔ (شفاء القلوب، ص ۲۵۵ و ص ۲۵۶)

فائدہ : مچھلی کو عشق رسول ﷺ میں درود شریف کی برکت سے دنیا کی آگ نہ جلا سکی تو ان شاءاللہ تعالیٰ عاشق رسول ﷺ درود خواں کو بھی آتش جہنم نہ جلا سکے گی۔

(۲) درود شریف کی برکات انسان کو نصیب ہوتے ہیں تو جانور بھی اسکی برکات سے محروم نہیں ہیں اسی لئے مسلمان بھائیوں پر لازم ہے کہ وہ درود و سلام کی کثرت کریں۔

(۳) حضور نبی پاک ﷺ مچھلی کے واقعہ سے مسرور ہوئے ثابت ہوا کہ آپ عشاق کی عشق کی داستانیں سن کر خوش ہوتے ہیں۔

گوہ دیوانی رسول (ﷺ) کی

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ اپنے صحابہ کرام کی محفل میں تشریف فرما تھے کہ اچانک بنی سلیم کا ایک بدوی گوہ شکار کر کے لایا۔ اسے اس نے اپنی آستین میں اس لیے چھپا رکھا تھا کہ وہ اسے اپنی قیام گاہ میں لے جا کر بھون کر کھائے گا۔ اس نے کسی سے پوچھا کہ اس جماعت کے درمیان میں کون ہے؟ صحابہ نے کہا یہ اللہ کے رسول ہیں۔ اس نے گوہ کو اپنی آستین سے نکالا اور کہنے لگا قسم ہے لات وعزیٰ کی، میں اس وقت تک ہرگز ایمان نہ لاؤں گا جب تک یہ گوہ آپ کی شہادت نہ دے۔ یہ کہہ کر گوہ کو حضور ﷺ کے سامنے ڈال دیا۔ حضور ﷺ نے گوہ کو آواز

دی۔اے گوہ! گوہ نے سنجیدہ زبان میں جواب دیا۔ **لبیک و سعدیک** (حاضر ہوں۔فرمانبردار ہوں۔) جسے ساری جماعت نے سنا۔ پھر فرمایا۔اے گوہ قیامت میں کون آئے گا۔گوہ نے جواب دیا، ساری مخلوق آئے گی۔ پھر پوچھا کس کی عبادت کرتی ہے۔گوہ نے جواب دیا۔اس خدائے پاک کی جس کا عرش آسمان میں ہے اور جس کی سلطنت زمین میں ہے اور جس کا دریاؤں پر غلبہ ہے اور جنت میں اس کی رحمت ہے اور جہنم میں اس کا عذاب ہے۔پھر حضور ﷺ نے فرمایا میں کون ہوں؟ اس نے جواب دیا۔آپ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔یقیناً وہ کامیاب ہے جس نے آپ کی تصدیق کی اور وہ نامراد ہے جس نے آپ کی تکذیب کی۔بعض کتابوں میں یہ اشعار بھی درج ہیں جو گوہ نے تصدیق رسالت اور شہادت کے بعد اپنی زبان سے پڑھے تھے۔

یا رسول اللّٰہ انك صادق
فبورکت مهدیا و بورکت هادیا
شرعت لنا ومن الحنیفة بقد ما
عبد نا کامثال الحمر ا بطو ا غینا
فیا خیر مدعوا یا خیر مرسل
لی الجن والانس لبیك داعیاً
انت ببرهان من اللّٰه واضع
فاصبحت وغینا صادق القول عیا
فبورکت فی الاحوال حیا ومیتا
و بورکت مولود بورکت ناشیا

یہ سن کر بدوی ایمان لے آیا۔(مدارج، ج۱،ص۳۶۵)

اونٹ کی فریاد

ایک بار ایک اونٹ حضور اکرم ﷺ کے سامنے دوڑتا ہوا آیا اور سجدہ ریز ہوا اور "**الامان الامان**" پکارا۔اونٹ کے پیچھے ایک اعرابی آپہنچا۔ننگی تلوار کھینچے ہوئے اونٹ کو مارنے کے درپے تھا۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس بیچارے سے کیا قصور ہوا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے اسے باربرداری کے لیے خریدا تھا۔اب یہ کام سے بھاگتا ہے۔میں

چاہتا ہوں کہ اس کو ذبح کردوں اور اس کا گوشت فروخت کردوں۔ آپ ﷺ نے اونٹ سے پوچھا ''تم سرکشی کرتے ہو۔ اس نے کہا ''یا رسول اللہ (ﷺ) ایسا نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ میں نے سنا ہے کہ جو شخص عشاء کی نماز ادا نہیں کرتا۔ اس پر اللہ کا عذاب نازل ہوتا ہے۔ یہ اعرابی اپنے قبیلے کے ساتھ نماز عشاء ادا نہیں کرتا میں اس سے بھاگ کر وقت گزارتا ہوں تا کہ مجھ پر بھی کہیں عذابِ الٰہی نازل نہ ہوجائے۔ جب اعرابی سے پوچھا گیا تو اس نے اس امر کی تصدیق کی اور کہا ''بات سچی ہے۔ آئندہ میں نماز میں کوتاہی نہ کرونگا۔

سانپ کو حرم کا ادب

سانپ کی عادت ہے کہ وہ اپنے سے چھوٹے سانپوں کو کھا جاتا ہے لیکن جب طوفانِ نوح آیا تو حرم کعبہ کے پیش نظر بڑے سانپوں نے چھوٹوں کو کھانا چھوڑ دیا۔ (روح البیان)

فائدہ: آج تک یہ دستور ہے ہر موذی جانور ہو یا کوئی اور شے حرمِ محترم کی عزت کرتی ہے۔

مزید واقعات فقیر کے رسالہ ''موذی اور وہابی'' میں پڑھئے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمه الله تعالیٰ علیه کے زمانه کے جانور

عمر ثانی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے زمانہ خلافت میں جانور ایسے باادب تھے کہ اپنی موذیانہ حرکتیں بدل دیں یہاں تک کہ بھیڑیا بکری ایک گھاٹ پر پانی پیتے تھے ایک محدث وقت جنگل میں درس حدیث دے رہے تھے تو اچانک کہا اوہو۔ شاگردوں نے کیا ماجرا ہے فرمایا:

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کا وصال ہوگیا۔ ایک شاگرد نے عرض کی حضرت ! کیا اب بھی وحی کا نزول ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا وحی تو نہیں میں نے دیکھا کہ اب بھیڑیا بکری کو گھور گھور کے دیکھ رہا ہے۔ اس سے میں نے سمجھا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا وصال ہوگیا۔ وہ شاگرد فوراً بغداد پہونچا معلوم ہوا کہ اسی تاریخ کو ان کا وصال ہوا ہے۔

بچھوؤں سانپوں کا ادب

جہاں بچھوؤں اور سانپوں سے خطرہ ہو تو علامہ دمیری نے یہ دعا تحریر کی اور اسے فوائد مجربہ نافعہ سے نقل فرمایا وہ دعا یہ ہے۔

سلم علی نوح فی العلمین وعلی محمد فی المر سلین نوح قال لکم نوح من ذکر فی فلم قلم غوہ
(حیوۃ الحیوان)

ترجمہ: سلام ہوں نوح علیہ السلام پر عالمین میں اور حضرت محمد مصطفی ﷺ پر مرسلین میں، نوح علیہ السلام نے تمہیں فرمایا تھا جو میرا نام لے تم انہیں ڈستا نہیں۔

پس منظر:

صاحب روح البیان رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ جب نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہونے لگے تو بچھوؤں اور سانپوں نے بھی کشتی میں پناہ کی درخواست کی آپ نے فرمایا کہ تمہارے سے خطرہ ہے اس لئے کہ تم سراپا ز ہر وضرر ہو۔ ان سب نے عرض کی۔ ہم آپ کو ضمانت دیتے ہیں اور آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ کسی کو نقصان نہیں پہنچائیں گے چنانچہ تا حال نسلاً بعد نسل موذی ہو کر نبی نوح علیہ السلام کے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا کر رہے ہیں مثلاً۔ جسے سانپ اور بچھو سے خطرہ ہو وہ سلام علی نوح فی العالمین پڑھے گا تو وہ ان کے ضرر سے محفوظ رہے گا۔

موذیوں نے یوسف علیہ السلام کا ادب کیا

حضرت یوسف علیہ السلام کو جب کنویں میں ڈالا گیا تو اس وقت آپ کی عمر مبارک بارہ سال کی تھی اور والد گرامی کو اسّی (۸۰) سال کے بعد مصر میں ملے۔ بعض روایات میں ہے کہ اس وقت آپ کی عمر سترہ سال اور بعض روایات میں اٹھارہ سال مروی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کنویں میں تشریف لے گئے تو موذی سانپوں وغیرہ نے آپس میں مشورہ کیا کہ گھروں سے مت نکلو تا کہ نبی علیہ السلام ہماری وجہ سے مغموم ومحزون نہ ہوں۔ (سبحان اللہ) موذیوں کو بھی نبی وقت کا ادب ہے۔ لیکن وہ موذیوں سے بھی بدتر ہیں جو امام الانبیاء حضرت محمد مصطفی ﷺ کے ادب سے محروم ہیں۔ (روح البیان)

گستاخ نبوت کی سزا

مروی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ڈرانے کے لیے افعی (اژدہا) نے اپنے بل سے باہر نکلنے کا ارادہ کیا تو جبریل علیہ السلام نے ایسا دھڑکا دیا کہ قیامت تک افعی اژدہا کی تمام نسل بہرہ ہوگئی۔

دعائے یوسف علیہ السلام

یوسف علیہ السلام جب کنویں میں تشریف لے گئے تو آپ نے یہ دعا پڑھی :

یا شا ھد اغیر غا ئب ویا قر یبا غیر بعید ویا غالبا غیر مغلوب اجعل لی من امری فرجا و مخرجا۔

ترجمہ : اے شاہد ذات تو غائب نہیں۔ اے قریب ذات تو بعید نہیں، اے غالب ذات تو مغلوب نہیں مجھے

معاملات میں کشادگی عطا فرما۔

فائدہ: دونوں طرح کے مضمون قارئین کے سامنے رکھ دیے گئے ہیں تا کہ کسی کی قسمت میں کیڑے نہ پڑ جائیں کہ کہیں نبی کریم ﷺ یا کسی ولی اللہ کی بے ادبی گستاخی نہ کر بیٹھے۔

مکھی کا ادب

حضور انور سید عالم ﷺ کے جسم انور پر مکھی نہیں بیٹھا کرتی تھی۔ بعض علماء کرام نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ کے کپڑے پر بھی مکھی نہیں بیٹھا کرتی، کسی نے مکھی سے پوچھا کہ تو رسول اللہ ﷺ کو چومتی کیوں نہیں جبکہ کل کائنات آپکی گردوغبار کیلئے ترستی ہے۔ مکھی نے جواب دیا کہ میں گندی تو ہوں لیکن گستاخ اور بے ادب نہیں ہوں۔

مچھر کا ادب

حضور انور ﷺ کا خون مبارک مچھر نہیں چوستا تھا۔

فقیر اویسی غفرلہ کا تجربہ :

فقیر اویسی غفرلہ کو ماہ رجب ۱۴۰۱ھ میں موسم گرما میں مدینہ طیبہ میں ایک ماہ اقامت نصیب ہوئی۔ رات کو اوپر کی منزل میں آرام کا موقعہ نصیب ہوا۔ مچھر فقیر کے اوپر سے گذر جاتے لیکن کاٹتے نہ تھے۔ اس سے فقیر سمجھا کہ یہاں کے مچھروں کو مہمان کا ادب ہے۔

جوئیں ادب کرتیں

نبی پاک ﷺ کے جسم اطہر میں جوئیں نہیں تھیں۔ یہ آپ کی نوری بشریت کی دلیل ہے۔

سوال: نبی پاک ﷺ جوئیں نکلواتے تھے۔

جواب: جوئیں نکلوانے کا طریقہ اختیار فرمایا تا کہ امت کو جوئیں نکلوانے کا ثواب بھی نصیب ہو تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف ''سیرتِ حبیب کبریا''۔

جانوروں کے ادب کی برکت کا نقد حال :

سرما میں دریا اس لیے خشک ہو جاتے ہیں کہ دریاؤں کے سواحل پر پرندے انڈوں سے بچے نکالتے ہیں۔ چنانچہ حیوۃ الحیوان ص ۴۷۱ ج ۲ میں ہے

وقیل اِنَّ اللّٰہ بمیلک البحر عن ھیجانہ فی زمن اشتاء عن بیض ھذا الطائر وافراحہ۔

ادب کی برکت

اوران کی اتنی بڑی رعایت اس لئے کہ وہ پرندے بڑے ہوکر اپنے ماں باپ کا ادب کرتے ہیں چنانچہ اس کتاب میں اسی صفحہ پر لکھتے ہیں۔

وہ جب بڑھاپے کو پہنچتے ہیں تو یہ ان کی خوراک کا انتظام کرتے اور تادم زیست ان کی خدمت گزاری میں لگے رہتے ہیں۔

فائدہ : جانور غیر مکلف مخلوق ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے ادب پر اپنا دنیوی نظام ہی ایسا بنادیا کہ ان باادب جانوروں کو دنیوی زندگی باعزت وباآرام بسر کرنے کا موقعہ نصیب ہو۔

درس عبرت :

یہ انعام تو غیر مکلّف جانوروں کا اگر مکلّف جانور (انسان) ادب کرے گا اسے کیا ملے گا خود سوچئے اور یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ یہ تو جانوروں کا جانوروں کے ادب کا یہ حال ہے تو پھر انسانوں کا اس کے محبوبوں بالخصوص حبیب کریم ﷺ کے ادب پر کیا انعام فرماتا ہوگا۔

بشر حافی کا ادب

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ ننگے پاؤں چلتے تھے اور جب تک آپ بغداد میں رہے کسی چارپائے نے راستے میں لید نہ کی محض اس حرمت اور ادب کے پیش نظر کہ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ ننگے پاؤں چلتے ہیں۔ایک دن ایک چارپائے نے راستے میں لید کردی تو اس کا مالک یہ دیکھ کر گھبرایا اور سمجھا کہ یقیناً حضرت وفات پاگئے ہیں ورنہ یہ جانور کبھی اس راستے میں لید نہ کرتا چنانچہ تھوڑی دیر بعد اس نے سنا کہ حضرت وفات پاگئے ہیں۔

مکڑی کی خدمت گذاری

حضرت امام سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو حضور رسول اللہ ﷺ نے خالد بن سفیح الہذلی کے قتل کرنے کے لئے بھیجا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے کہ خالد کو قتل کرکے اسکا سر کاٹ کر چلے تو پیچھے سے خالد کے ورثہ نے تعاقب کیا تو وہ غار میں چھپ گئے ان پر مکڑی نے جالا تنا۔وہ مکڑی کے جالے سے دھوکہ کھا کر واپس لوٹے تو عبداللہ بن انیس غار سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بہ سلامت حاضر ہوئے۔

(الکنز المدفون للسیوطی رحمہ اللہ)

فائدہ: حضور سرور عالم ﷺ کے علاوہ مکڑی نے جالا تنا۔

(۱) دو دفعہ داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جب انہیں جالوت شہید کرنا چاہتا تھا۔ (۲) عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ پر جنکا واقعہ اوپر مذکور ہوا۔

نبی پاک ﷺ کی گھریلو بکری

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمارے گھر میں ایک بکری تھی جب حضور ﷺ یہاں استراحت فرماتے تو وہ بکری خاموش، پرسکون اور آرام سے رہتی اور جب حضور ﷺ باہر تشریف لے جاتے تو وہ بکری پریشان اور بے قرار ہو کر ادھر ادھر ماری ماری پھرتی۔

(مدارج ص ۳۴۳ ج ۱)

ام معبد رضی اللہ عنہا کی بکری : روایت ہے کہ حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک ام معبد رضی اللہ عنہا کی بکری کے تھنوں پر پھیرا جن کا دودھ خشک ہو گیا تھا۔ وہ اسی وقت دودھ سے لبریز ہو گئے۔ آپ نے انہیں دوھ کو خود بھی پیا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی پلایا۔

(مدارج ص ۳۴۳)

پرندے کی فریاد

حضرت عبدالرحمٰن کے والد عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ایک پرندے کو دیکھا جس کے ساتھ اس کے دو بچے تھے۔ ہم نے دونوں بچوں کو پکڑ لیا۔ ماں آئی اور اترنے کے لئے پر پھیلانے لگی۔ اتنے میں نبی کریم رحمت ہر دو عالم (ﷺ) تشریف لائے اور فرمایا ''اسے کسی نے دکھ دیا ہے۔ اس کے بچے واپس رکھ دو''۔

فائدہ: پرندے کو بچوں سے پیار کا بیان تو ظاہر ہے لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ اس پرندے سے اولاد کے چھن جانے کے بعد رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ کے سوا کسی کو فریاد رس نہ سمجھا۔ اسی لئے فوراً وہ بارگاہ رسول ﷺ میں حاضر ہوئی۔ اور اس غیب جاننے والے مصطفےٰ ﷺ کے عقیدہ علم غیب کو نہ بھولنا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم غیب سے پرندے کی مراد سمجھ لی اور اسکا مدعا پورا فرما دیا۔

شہد کی مکھیوں کا ادب

کسی نے شہد کی مکھی سے پوچھا تم شہد کیسے بناتی ہو۔ اس نے کہا ہم باہر جا کر ہر قسم کے پھولوں کا رس چوستے ہیں پھر وہ ا

س اپنے اپنے چھتوں میں لے کر آجاتے ہیں۔اور وہاں اُگل دیتے ہیں۔وہ ہی شہد ہے۔فرمایا کہ پھولوں کے رس پھیکے یا کڑوے ہوتے ہیں،اور شہد میٹھا،بتاؤ شہد میں مٹھاس کہاں سے آتی ہے؟مکھی نے عرض کیا۔

گفت چوں خوانیم بر احمد درود

مے شود شیر ین و تلخی رار بود

ہمیں قدرت نے سکھا دیا ہے کہ چمن سے اپنے گھر تک آپ ﷺ پر درود شریف پڑھتے ہوئے آتے ہیں۔شہد کی یہ لذت اور مٹھاس درود کی برکت سے ہے کہ ہماری روکھی پھیکی عبادت میں بھی درود شریف کی برکت سے تمام پھولوں کے رس گھل مل کر ایک ہوگئے،اور سب کا نام شہد ہوگیا۔

ایسے ہی حضور کی برکت سے سارے ہندی،سندھی،عربی،عجمی انسان ایک ہوگئے،جن کا نام مسلمان ہوگیا،اور جیسے درود شریف کی برکت سے شہد شفاء بن گیا۔ایسے ہی ہر دعا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کی برکت سے مرضِ گناہ کی دوا ہے۔

(۲) درود پاک پڑھنا فرض بھی ہے،واجب بھی،سنت بھی ہے،مستحب بھی،مکروہ بھی ہے،اور حرام بھی،اس کی تفصیل یہ ہے،کہ درمختار جلد اول کتاب الصلوٰۃ میں ہے کہ عمر میں ایک بار درود شریف پڑھنا فرض ہے اور جس مجلس میں بیٹھے اور حضور علیہ السلام کا اسم شریف وہاں بار بار آئے،تو صاحب درمختار کے نزدیک تو جب بھی نامِ پاک سنے درود شریف پڑھنا واجب ہے نام لینے والے پر بھی اور سننے والے پر بھی۔مگر جمہور کے نزدیک ایک مجلس میں ایک بار پڑھنا واجب ہے۔اور ہر بار پڑھنا مستحب،اور چند موقعوں میں درود پڑھنا مستحب ہے جس کو شامی نے بیان فرمایا۔جمعہ کی شب میں اور جمعہ کے دن میں وغیرہ وغیرہ (شان حبیب الرحمٰن)

کبوتروں کا گھونسلا

طبرانی اور بیہقی اور ابو نعیم اور بزار اور ابن سعد نے زید بن ارقم اور مغیرہ بن شعبہ سے روایت کی ہے کہ جس رات میں جناب رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار ثور میں رونق افروز تھے اللہ تعالیٰ نے ایک درخت کو حکم دیا تھا کہ وہ غار پر اس طرح کھڑا ہوا کہ آنحضرت ﷺ کو اس نے ڈھک لیا اور اللہ تعالےٰ نے حکم کیا دو کبوتروں کو کہ وہ آکر غار کے منہ پر ٹھہریں اور وہاں گھونسلا بنا کر انڈے دیئے اور مکڑی نے آکر غار کے دروازے پر جالا بنا دیا جب قریش کے لوگ آپ کو ڈھونڈ ھنے کو آئے اور غار تک پہونچے غار پر کبوتروں کو اور مکڑی کے جالے کو دیکھ کر کہنے لگے کہ اگر وہ اس

میں ہوتے تو کبوتر اسکے اوپر نہ ٹھہرتے اور مکڑی کا جالا اس طرح نہ ہوتا اور اتنا قریب پہونچ گئے تھے کہ جناب نبی پاک ﷺ ان کی باتیں سنتے تھے اور اگر وہ اچھی طرح نظر کرتے

تو رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیتے۔ آپ نے دعاء کی اے اللہ ہمیں شر اعدا سے محفوظ فرما چنانچہ کفار غار سے ہٹ کر واپس چلے گئے یہاں تین معجزے نمودار ہوئے (۱) درخت کی حاضری (۲) کبوتروں نے غار کے منہ پر انڈے دیئے (۳) مکڑی نے جالا تنا۔ چوتھا معجزہ یہ بھی ہے کفار نہ دیکھ سکے۔

حرم کے کبوتر

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جس گھر میں سرخ کبوتر ہوں وہاں خواری اور وحشت نہیں ہوتی اور آسیب سے بھی ضرر نہیں ہوتا اور وہ کبوتر جو حرم میں رہتے ہیں وہ اسی کی نسل سے ہیں جس نے غار پر انڈے دیئے تھے۔ حضور سرورعالم ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی کہ تا قیامت اس کی نسل قائم رہے۔ چنانچہ اسکی نسل تا حال باقی ہے۔

(حاشیہ دلائل الخیرات ص ۳۱۰)

کبوتروں کو دعا

جس دن حضور سرورعالم ﷺ نے بتائید ایزدی مکہ فتح کیا۔ اس دن حرم شریف کے کبوتروں نے صفیں باندھ کر اپنے پروں کو پروں سے ملا کر آپ پر سایہ کیا تا کہ آپ کو دھوپ تکلیف نہ دے آپ نے انکے لئے دعا فرمائی۔

(شفاء شریف)

فائدہ: کبوتروں کا عشق وادب کا عجیب منظر ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر گرمی کو دیکھ کر نہ سہہ سکے اسی لئے فوراً ٹولی بنا کر سائبان بن گئے۔ ادھر کریم نبی ﷺ نے ایسا نوازا کہ وہ تا قیامت معجزہ بن گئے۔

نوٹ: نہ صرف کبوتر بلکہ فرشتہ بھی آپ ﷺ پر گرم دھوپ پڑنے کے روادار نہیں جیسا کہ قبل اعلانِ نبوت جب آپ ﷺ بی بی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا تجارتی مال لیکر شام کے ملک میں تشریف لے گئے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنا معتمد غلام محض پیغمبرانہ شان دیکھنے کی غرض سے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اس سفر کی مفصل رپورٹ پیش کرے۔

رپورٹ میسرہ

قافلہ روانہ ہو گیا راستے میں آپ نے ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا۔ نسطور نامی ایک راہب یہ دیکھ رہا تھا۔ اس

نے کہا کہ اس درخت کے نیچے سوائے اللہ کے آخری رسول کے کسی اور نے قیام نہیں کیا۔
نیز کاروبار میں جھگڑے کے وقت کسی نے کہا آپ لات وعزیٰ کی قسم کھائیں۔آپ نے فرمایا میں انکی قسم نہیں کھاتا اورانہیں سخت ناپسند کرتا ہوں۔اس نے کہا تب تو آپ اللہ کے رسول ہیں۔میسرہ نے یہ بھی دیکھا کہ گرمی میں دھوپ کے وقت دوفرشتے آپ پر سایہ فگن رہتے تھے۔اس دفعہ مال تجارت میں اتنا نفع ہوا کہ اس سے پہلے اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔حضرت خدیجہ نے اس عربی ناقہ سوار کوخود بھی اپنے بالا خانے میں بیٹھے ہوئے دیکھا کہ ملائکہ اس پر سایہ کناں ہیں۔نوراس کی پیشانی سے چمک رہا ہے۔

نوح علیہ السلام کا کبوتر

کشتی سے نکلنے کا وقت آیا۔حضرت نوح نے کوے کو فرمایا کہ جلد پانی کا احوال معلوم کر کے آئے۔کوا جا کر مردار کے کھانے میں مشغول رہا۔اور حضرت نوح کے فرمان کو بھول گیا۔اسی لئے حضرت نوح علیہ السلام کی دعا سے ہمیشہ ذلیل خوار ہوا۔اور نافرمانی کی شامت سے مرداروخوار ہوا بعداس کے کبوتر بموجب حکم کے اُڑا اور زیتون کے پتے چونچ میں لے کر پھرا۔تب حضرت نوح نے جانا کہ درختوں کے سر پانی سے ظاہر ہوگئے ہیں۔اوراس مژدہ سے دل کے درد اور غم با

ہر

ہوئے۔پھر تو کبوتر مدام بموجب حکم کے جاتا تھا۔اور پانی کی کمی کی خبر پہنچاتا تھا۔ایک روز کبوتر کے پاؤں میں کیچڑ لگی ہوئی پائی تب تو یقین ہوا کہ خزاں غم کی گئی ہے اور بہار خوشی کی آئی۔کبوتر کے حق میں دعا کی کہ تجھکو خدا مخلوق کے دل میں محبوب رکھے۔اور ہر شخص کے نزدیک مطبوع اور مرغوب ہو۔ (قصص الانبیاء)

فائدہ: پیغمبران عظام علیہم السلام کے تابع فرمان ہر شے ہوتی ہے۔(۲) کو انفس پرستی اور نبوت کے حکم کی بے ادبی سے مارا گیا لیکن اس قوم پر تعجب ہے جو اس سے پیار کر کے اسے مرغوب غذا سمجھتے ہیں۔تفصیل دیکھئے''کالا کوا''(۳) کوا کے برعکس کبوتر عزت پا گیا کہ وہ حلال ہونے کے ساتھ انسان کا مرغوب ومطبوع ہوا۔

مزید براں حضرت علامہ صاحب صاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ اب جب نوح علیہ السلام نے زمین پر (طوفان کے بعد) اترنے کا پروگرام بنایا تو کبوتر کو فرمایا زمین پر دیکھو کتنا اور کہاں تک پانی باقی ہے۔کبوتر نے سبا کے ملک میں اتر کر زیتون کا پتہ لا کر نوح علیہ السلام کو پیش کر دیا اسکے بعد دوبارہ بھیجا تو اس نے حرم مکہ میں پہونچ کر کعبہ کی جگہ پر قدم رکھا وہاں اس وقت مٹی سرخ رنگ کی تھی اسکے قدموں کو لگی اس کی واپسی کی رپورٹ پر نوح علیہ السلام خوش ہو گئے نوح

علیہ السلام نے اسکے لئے اور اسکی اولاد کے لئے دعا فرمائی اور فرمایا تم حرم میں رہو۔ پھر اسکی گردن پر ہاتھ پھیرا اور پاؤں کی سرخی بخشی اور ساتھ ہی اسکی اولاد میں برکت کی دعا فرمائی۔ (تفسیر صاوی، ج۲، ص ۱۶۵)

درس ادب : حضرت نوح علیہ السلام کی کبوتر پر اس لئے بھی نوازش ہوئی اس سے پہلے آپ نے کوے کو بھیجا تو اس نے بے ادبی کا مظاہرہ اس کی تفصیل فقیر کی کتاب "بے ادب بے نصیب" میں ہے۔

آج اسی ادب کی برکت ہے کہ حرمین طیبین میں کوئی پرندہ نظر نہ آئیگا لیکن کبوتروں کے لئے حرمین طیبین گویا انکا مسکن ہیں کہ رات دن اسی میں بسر کررہے ہیں۔

فائدہ : اب نجدیوں نے انہیں حرم میں سے نکال کر باہر کردیا ہے۔

گنبد خضراء پہ قربان

ہم نے آنکھوں سے دیکھا کہ مسجد نبوی ہو یا مسجد حرام سینکڑوں کبوتر اندرونی حصہ میں شب و روز گزرتے ہیں لیکن گندگی نہیں پھیلاتے اور نہ ہی بیٹ پھینکتے ہیں جب انہیں اسکا تقاضا ہوتا ہے تو حرم سے باہر جاکر تقاضا پورا کرکے اکثر و بیشتر واپسی پر گنبد خضراء کے گرد چکر لگا کر قبہ خضراء پر چمٹ جاتے ہیں گویا طواف کرکے قبہ کو چوم رہے ہوتے ہیں اور یقین جانیئے ہم نے گنبد خضرا اور کعبہ معظمہ کے اوپر کبوتروں اور دیگر پرندوں کو اڑتا کبھی نہیں دیکھا۔

وحشی جانوروں کا ادب

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ حاضری حرمین شریفین کے متعلق اپنا حال بتاتے ہیں، پہلے شیخ عمر صحی کا مکان کرایہ پر لیا تھا پھر سید عمر رشیدی ابن سید ابوبکر رشیدی اپنے مکان پر لے گئے بالاخانے کے دروازہ وسطانی پر میری نشست تھی دروازوں پر جو طاق تھے بائیں جانب کے طاق میں وحشی کبوتروں کا ایک جوڑا رہتا تھا وہ تنکے لاتے اور گرایا کرتے اس طرف بیٹھنے والوں پر گرتے جب علالت میں میرے لئے پلنگ لایا گیا وہ اس دروازہ کے سامنے بچھایا گیا کہ تشریف لانے والوں کے لئے جگہ وسیع رہے اس وقت سے کبوتروں نے وہ طاق چھوڑ کر دروازہ وسطانی کے طاق میں بیٹھنا شروع کیا اب جو وہاں بیٹھتے ان پر تنکے گراتے۔ مولانا سید اسماعیل نے فرمایا وحشی کبوتر بھی تیرا (آپ کا) ادب کرتے ہیں۔ میں نے عرض کی۔ (صالحنا هم فصالحونا) ہم نے ان سے صلح کی تو انہوں نے بھی ہم سے صلح کی۔ (ص ۲۴ ملفوظات ج ۱)

پرندے کا کارنامہ

ایک دن حضور سرورِ عالم ﷺ وضو فرمانے لگے تو اپنے موزے مبارک پاؤں سے اتارے۔ بعد فراغت آپ نے ایک موزہ پہنا دوسرا پہننے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ فضاء سے ایک پرندہ اڑتا ہوا آیا اور موزہ لیکر اُڑا۔ اس موزہ میں سے سانپ گرا۔ پرندہ موزے کو گرا کر ہوا میں اڑ گیا۔ (مدارج النبوت ص ۶۱۰ ج ۳)

فائدہ: سانپ چونکہ موذی ہے پرندے نے دیکھا کہ کہیں یہ حضور نبی پاک ﷺ کو اذیت نہ پہونچائے۔ اسی لئے موزے سے سانپ کو نکال پھینکا۔ یہ اس پرندے کی حضور نبی کریم علیہ السلام سے محبت وعشق اور ادب کی دلیل ہے۔

مچھلیوں کے ادب کی کھانی

حضرت ابراہیم بن ادہم بلخ کے صاحبِ شان وشوکت سلطان ریشم وکمخواب کے نرم وگداز بستر پر آرام کی نیند میں غرق ہے۔ رات کی سیاہ چادر جب دراز ہوتے ہوتے نصف کے قریب پہنچ گئی اور ملک کا ایک ایک متنفس خواب کی منزل عشرت سے ہم آغوش ہوگیا تو میٹھی میٹھی نیند کی آغوش میں پڑے ہوئے بادشاہ کی قسمت نے ایک خوشگوار انگڑائی لی۔ یکا یک وہ کسی آہٹ کی وجہ سے چونک اٹھا۔ پہرہ دار اور غلام وکنیز سب پر ہی خواب کی مدہوشی طاری تھی۔ سلطان نے آس پا س

نگاہ ڈالی لیکن اسے آہٹ کی صحیح وجہ کوئی نہ معلوم ہوئی۔ تھوڑی دیر تک اسے محسوس ہوا کہ اس کے فلک بوس محل سرا پر کوئی شخص ادھر ادھر سے چل رہا ہے۔ اب وہ گھبرا کر بولا۔ یہ کون شخص ہے جسے میرے بالا خانے پر آنے کی جرأت ہوگئی۔ اس کے جواب میں آواز آئی میں یہاں اپنا کھویا ہوا اونٹ تلاش کر رہا ہوں۔ بادشاہ نے حیرت ناک لہجہ میں پوچھا اے شخص تو کتنا دیوانہ ہے کہ تیرے اونٹ کو میرے بالا خانے سے کیا واسطہ۔ سوچ تو سہی وہ یہاں کیسے پہنچ سکتا ہے۔

غیبی آواز۔ اے سلطان جب میرا اونٹ تیرے فلک نما محل کے اوپر نہیں آسکتا تو یہ بھی جان لے کہ تو اگر تخت سلطنت پر خدا کو تلاش کرنا چاہتا ہے تو تجھے قیامت تک اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوسکتی۔ خدا کی معرفت کا نور تیرے وجود میں اسی وقت جلوہ گر ہوگا جب تو سلطنت کو ٹھوکر مار کر ہمہ تن اس کی یاد میں لگ جائے۔ اس ندائے غیبی نے سلطان کے دل میں ایک آگ لگادی۔ ایک طوفان برپا کر دیا۔ ایک جوش پیدا کر دیا۔ خدائے برحق کی تلاش کی، اب اسے عالیشان اور زرق برق محل میں ایک لمحہ کے لئے بھی قرار وسکون نصیب نہ ہوا۔ اسی وقت دبے قدموں سے محل کے نیچے اترا اور اپنی عظیم الشان حکومت کے نقش ونگار، کروفر وہیبت وجلالت، شوکت وحشمت، مال ودولت، سپاہ ولشکر، غلام وکنیز ہیرے اور

جواہر چھوڑ کر کھر درے سنگریزوں پر نہایت اطمینان و جمعیت کے ساتھ بیٹھ کر رب العزت کی عبادت میں محو ہو گیا۔

صبح کے وقت جب خدمت گاروں کی نگاہ سلطان کے بستر پر پڑی تو خلافِ معمول بادشاہ کو اس پر نہ دیکھ کر ان کو فکر ہوئی۔ پھر ابتدا کی یہ فکر ساری سلطنت میں رنج وفکر کی سیاہ گھٹا بن کر چھا گئی۔

اراکین سلطنت نے سلطان کی تلاش و جستجو میں مشرق و مغرب اور شمال و جنوب میں برق رفتار گھوڑے دوڑا دئے اس کے بعد وہ خود بھی اپنے تاجدار عادل کو ایک جانب ڈھونڈنے کے لئے چل پڑے جب یہ لوگ دریا کے کنارے پہونچے تو کیا دیکھتے ہیں ان کا بادشاہ فرش خاک پر آرام سے بیٹھا ہوا ایک گدڑی سینے میں مصروف ہے۔ قریب پہنچ کر ایک خاص وزیر نے اس گدا نما سلطان سے عرض کیا۔

وزیر: عالی جاہ! آپ یہاں رونق افروز ہیں اور ادھر پوری سلطنت ماتم کدہ بنی ہوئی ہے۔ وہ کون سی چیز ہے جس نے آپ کو عظمت شاہنشاہی سے جدا کر کے یہاں ویران وحشت ناک مقام پر پہنچا دیا۔ اگر ہم نیاز مندوں سے کوئی خطا سرزد ہوئی ہو تو اس کو معاف فرما دیں۔ اور ملک میں واپس تشریف لے چلیں۔ ورنہ حکومت کا نظام درہم و برہم اور سلطنت کا شیرازہ بکھر جائیگا۔

ابراھیم ادھم: میں ایک مٹ جانے والی حکومت کو چھوڑ کر لازوال بادشاہی سے ہم کنار ہو گیا ہوں۔ اب میں اس فانی چیز پر ایک نگاہ ڈالنا بھی گوارا نہیں کر سکتا۔ کل تک میں لوگوں کے جسموں پر حکومت کرتا تھا اور آج میں خدا سے دل لگا کر پہلی حکومت سے کنارہ کش ہو چکا ہوں۔ تو رب العزت کی دی ہوئی حکومت کی بدولت آج میں صرف انسانی دلوں پر ہی نہیں بلکہ دنیا کی ہر مخلوق کو اپنا تابع۔ کہہ کر آپ نے وہ سوئی جس سے گدڑی سی رہے تھے۔ دریا میں ڈال دی اور کہا اے دریا کی مچھلیوں ابراہیم ادہم کی سوئی واپس کر دو۔ آپ کی زبان سے ابھی یہ جملہ پورا بھی نہ ہونے پایا تھا کہ سطح آب پر ہزاروں مچھلیاں اپنے منہ میں سونے کی سوئی لیکر حاضر ہوئیں۔ آپ یہ منظر دیکھ کر مسکرائے اور کہا اے مچھلیوں مجھے سونے کی سوئی نہیں اپنی لوہے والی سوئی چاہیئے۔ اس کے بعد تمام مچھلیوں کا ہجوم دریا کی لہروں میں غائب ہو گیا۔ اور چند ساعت کے بعد ایک مچھلی لوہے کی سوئی لیکر آپ کے پاس آئی۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ کے متعلق فرماتے ہیں۔

شیخ سوزن زود در دریا فگند ☆ خواست سوزن را بآواز بلند

آپ نے سوئی دریا میں ڈال دی پھر با آواز بلند کہا: اے مچھلیوں میری سوئی لے کر حاضر ہو۔

صد ہزاراں ماھی اللّٰھی ☆ سوزن زر در لب ہر ماھی

اللہ والی لاکھوں مچھلیاں اپنے منہ میں سونے کی سوئی لے کر آئیں۔

گفت الٰہی سوزنِ خودخواستم ☆ دادہ از فضلت نشانِ راستم

حضرت ابراہیم ادہم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔الٰہی میں نے تو اپنی سوئی مانگی تھی۔

مجھے تو نے اپنے فضل سے سچائی کا نشان بخشا ہے لہٰذا مچھلیوں سے سوئی دلوا دے جو میری اصلی سوئی ہے۔

ما ھی دیگر برآ مد در زماں ☆ سو زن اور اگر فتہ در دھا

اس کے بعد ایک دوسری مچھلی آپ کی سوئی اپنے منہ میں لئے ہوئے اسی وقت۔

اوبدو کر دہ بگفتش اے امیر ☆ملك دل بہ با چناں ملك حقیر

آپ نے اس وزیر سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے وزیر دلوں پر حکومت بہتر ہے جس کا میں بادشاہ ہوں یا ایسے ملکِ حقیر کی جس کے تم مالک ہو۔اس واقعہ کو دیکھ کر آپ کے پاس آنے والے حیران رہ گئے اور اس گدڑی پوش فقیر کے قدموں پر جھک کر ہر ایک نے عرض کیا۔کہ سرکار ہم غلاموں کو بھی اپنے دامن سے وابستہ کر لیجئے۔اب آپ کی موجودہ حکومت کو دیکھ کر اس حکومت کی طرف جانے کو دل نہیں چاہتا۔

فائدہ: جانوروں کا اولیاء کرام کی نیازمندی میں یہ حال ہے کہ انکے راستہ اور گذرگاہ کا بھی خیال رکھتے ہیں تا کہ ولی اللہ کی بے ادبی نہ ہو جائے۔لیکن ہمارے دور کے موحدوں کا یہ حال ہے کہ عمداً نام لے لے کر اولیاء کرام کی گستاخیاں کرتے ہیں پھر ہم کیوں نہ کہیں کہ ان بدبختوں سے وہی جانور بھلے جو اولیاء کے نیازمند ہیں۔

گدھے کا ادب

جس گدھے مبارک پر رسول اللہ ﷺ سوار ہوتے تھے اسکی عادت تھی کہ جب تک نبی پاک ﷺ سوار رہتے وہ گدھا پیشاب اور لید نہیں کرتا تھا۔تاکہ کہیں نبی کریم ﷺ کی بے ادبی اور گستاخی نہ ہو جائے۔

اونٹ کا ادب

اونٹ پیشاب پیچھے کی طرف سے ہٹاتا ہے اپنے مالک کے ادب سے کہ وہ اس کے آگے ہے کہ کہیں اس پر پیشاب کا چھینٹا نہ پڑے۔ (روح البیان،ص ۲۱۶ ج ۱۰)

شیر کا ادب

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ مشہور ہے کہ وہ روم کے علاقے میں لشکر سے بچھڑ گئے،دشمن نے انہیں قیدی بنالیا، کسی طرح قید سے نکل بھاگے،راستے میں ایک شیر مل گیا،آپ نے فرمایا:

اے ابوالحارث!(شیر کی کنیت) میں رسول اللہ ﷺ کا مولیٰ (غلام) ہوں۔شیر دم ہلانے لگا اور لشکر تک پہنچا کر واپس چلا گیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک جگہ ہجوم دیکھا، وجہ پوچھی تو بتایا گیا کہ راستے میں ایک شیر بیٹھا ہوا ہے اس لئے آمدورفت منقطع ہے۔ آپ نے اس کے قریب جا کر ڈانٹ پلائی تو وہ دم دبا کر بھاگ گیا۔

ہرن کی فریاد

ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ صحرا میں گشت فرما رہے تھے کہ اچانک تین مرتبہ "یارسول اللہ" کی آواز سماعت فرمائی۔ آس پاس طرف متوجہ ہوئے۔ دیکھا، ہرنی بندھی ہوئی ہے اور ایک بدوی چادر لے کر سو رہا ہے۔ آپ نے ہرنی سے دریافت کیا، کیا حاجت ہے؟۔ ہرنی نے کہا، مجھے اس بدوی نے شکار کیا ہے۔ میرے دو بچے اس پہاڑ کی کھوہ میں ہیں۔ اگر آپ مجھے آزاد کردیں تو میں اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آجاؤنگی۔ حضور ﷺ نے فرمایا

واقعی تو ایسا کریگی۔ عرض کی اگر ایسا نہ کروں تو اللہ تعالیٰ مجھے قیامت میں ان لوگوں کے ساتھ اٹھائے جو آپ کا نام سن کر درود شریف نہیں پڑھتے۔ آپ نے ہرنی کو رہا کردیا۔ تھوڑی دیر بعد ہرنی لوٹ آئی۔ حضور ﷺ نے اسے باندھ دیا۔ جب بدوی بیدار ہوا تو کہا آپ کا کوئی حکم۔ آپ نے فرمایا میرا ارادہ ہے کہ تو اس ہرنی کو چھوڑ دے۔ بدوی نے اسے چھوڑ دیا وہ خوش ہو کر جنگل میں دوڑتی چوکڑیاں بھرتی چلی گئی اور کہتی تھی **اشھد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔**

(شفاالقلوب ص ۲۸۷)

موذیوں کے ادب کی یادگار

حضور سرورعالم ﷺ کی غلامی نے گدا کو شہنشاہ اور نہ صرف دنیوی شاہی بلکہ کونین کی سلطنت عطا فرمادی۔ اس کی زندہ مثال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات ہیں کہ غلامی رسول اللہ ﷺ سے قبل کیا تھے اور غلامی کے بعد کیا سے کیا ہو گئے ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔

قیروان: مغربی ممالک میں قیروان ان مشہور و معروف شہروں میں تھا جو زمانہ دراز تک افریقہ کا دارالسلطنت اور گورنر کی قیام گاہ ہونے کی وجہ سے اسلامی عظمت و اقتدار کی زندہ جاوید یادگار تھا۔ اس شہر کی بنیاد ۵۰ھ ہجری میں صحابہ کرام نے رکھی تھی۔ اس لئے یہ شہر مذہبی حیثیت سے بھی مقدس سمجھا جاتا تھا۔

پھر جس طرح یہ شہر اپنے مقدس بانیوں اور اسلام کی شوکت و عظمت اور نائبین سلطنت کیقیامگاہ ہونے کی وجہ سے ایک ممتاز حیثیت رکھتا تھا۔ اسی طرح اس کی آبادی اور بنیاد کا واقعہ بھی صفحاتِ عالم پر یادگار رہنے والا ہے۔

واقعہ کا پس منظر : سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا۔آپ نے حضرت عقبہ بن نافع فہری کو افریقہ کا گورنر مقرر فرمایا۔جب حضرت عقبہ افریقہ پہنچے تو آپ نے محسوس کیا کہ افریقہ میں مسلمان فوجیوں کے قیام کے لئے کوئی مستقل چھاؤنی نہ ہونے کی وجہ سے افریقہ کے مسلمانوں کے جان و مال غیر محفوظ ہیں۔کیونکہ جب افریقہ کا حاکم وہاں کے دورے سے فارغ ہوکر مصر آجاتا تھا تو کافر مسلمانوں پر چڑھائی کر دیتے تھے۔حتیٰ کہ افریقہ کے اصلی باشندے قوم بربر جن میں سے اکثر مسلمان بھی ہو گئے تھے وہ بھی مسلمان قوم کی عدم موجودگی میں عہد و پیمان توڑ دیتے تھے اور کافروں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے میں کسر نہ اٹھا رکھتے تھے۔اس لئے حضرت عقبہ نے یہ ارادہ فرمایا کہ افریقہ کے کسی مناسب مقام پر ایک اسلامی چھاؤنی بنائی جائے جہاں مسلمان فوجیں ہر وقت مقیم رہیں اور اس طرح مسلمانوں کے جان و مال کی حفاظت تامہ کے ساتھ ساتھ مغربی افریقہ اسلامی حکومت کا ایک مستقل صوبہ بن جائے۔

چھاؤنی کی تعمیر کا ارادہ تو کرلیا گیا مگر جس مقام کو چھاؤنی کے لئے منتخب کیا گیا تھا وہ ایک پر ہیبت گنجان جنگل تھا جہاں اس قدر گھنے درخت اور دلدل تھی کہ آدمی تو درکنار سانپوں کو بھی ان درختوں سے گزرنا محال تھا۔پھر یہ جنگل ہر قسم کے موذی اور زہریلے جانوروں کا مسکن تھا اور ایک ایسی جگہ تھی جو انسان کی بود و باش کے لئے نہایت خطرناک تھی۔پھر اس پر طرہ یہ تھا کہ اس جنگل کو درندوں اور وحشی جانوروں سے خالی کرنا طاقت انسانی سے باہر تھا۔

مقام کی اس خطرناک حالت کو دیکھ کر بعض فوجیوں نے حضرت عقبہ سے کہا یہ مقام چھاونی کے لئے کسی طرح مناسب نہیں ہے لیکن حضرت عقبہ نے تمام فوجیوں کو مطمئن کر دیا اور اس جگہ کی تعین میں جو حکمتیں تھیں وہ بھی ظاہر کر دیں اور آخر سب کا اسی پر اتفاق ہو گیا کہ چھاؤنی یہیں بنی چاہیے۔مسلمانوں کا یہ لشکر جو اس موقع پر افریقہ میں موجود تھا ان میں اٹھارہ صحابی بھی تھے۔حضرت عقبہ امیر لشکر تمام فوجیوں کو جمع کر کے اس مقام پر لے گئے جہاں چھاؤنی بنانے کا ارادہ تھا اور جنگل کے قریب پہنچ کر با آوازِ بلند یہ کلمات کہے۔

ایتها الحشرات والسباع نحن اصحاب رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم

فارحلوا فانا نازلون بها فمن وجدنا بعد قتلناه۔ (تاریخ کامل)

اے جنگل کے موذی جانوروں۔ہم اصحابِ رسول اللہ ہیں۔یہاں آباد ہونا چاہتے ہیں تم یہاں سے چلے جاؤ ہماری اس اطلاع کے بعد بھی جو جانور باقی رہ گیا تو ہم اس کو قتل کر دیں گے۔

خدا جانے اس آواز میں کیا تاثیر تھی یا کیا جادو تھا کہ سب حشرات الارض اور وحشی درندوں میں ہل چل پڑ گئی اور تمام جانور اسی وقت جلا وطن ہونے کے لئے تیار ہو گئے۔ تمام کی جماعتیں کی جماعتیں نکلنی شروع ہو گئیں۔ شیر، چیتے، بھیڑیے، سانپ اژدھے غرضیکہ تمام موذی جانور وہاں سے بھاگنے لگے حتی کہ ذرا سی دیر میں جنگل وحشی جانوروں سے خالی ہو گیا۔ یہ ایک عجیب ہیبت ناک اور تعجب خیز منظر تھا جو نہ اس سے قبل کسی نے دیکھا اور نہ کسی کے وہم وگمان میں آیا۔

حضرت عقبہ کی آواز میں کیا تاثیر اور کیسی طاقت تھی کہ تمام جانور جانے کے لئے تیار ہو گئے اور پھر لطف کی بات یہ تھی کہ درندوں کے لشکروں کے کوچ کا منظر ہزاروں تماشائی دیکھ رہے تھے حالانکہ ایسی حالت میں جبکہ شیر اور سانپ اژدھے بکثرت پھیلے ہوئے ہوں کوئی شخص قریب بھی کھڑا نہیں ہوسکتا۔

جب یہ جنگل تمام وحشی درندوں سے خالی ہو گیا تو مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور پھر ایک بہت بڑی شاندار چھاؤنی تعمیر کی اور ایک شہر آباد کیا جس کا نام قیروان رکھا گیا۔ قوم بربر جو اس ملک کے اصلی باشندے تھے اور جو اس جنگل کی حالت اور اس کے خطرات سے بخوبی واقف تھے جب انہوں نے اپنی آنکھوں سے حقانیتِ اسلام کی روشن دلیل کو دیکھا تو اسی وقت ہزار ہا کی تعداد میں مسلمان ہو گئے۔

انتباہ: دنیا بھر کے فلاسفر علم طبعیات اور طبقات الارض کے ماہر اسباب ومسببات کے تعلقات پر بحث کرنے والے اگر تمام ذہنی ودماغی قوتیں صرف کر ڈالیں تو وہ یہ ہرگز نہیں بتا سکتے کہ مسلمان جرنیل حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز میں کیا تاثیر تھی اور کیا سبب تھا کہ ان کی آواز سنتے ہی غیر ذوی العقول وحشی درندے ان کی اطاعت کے لئے تیار ہو گئے۔ اس کا سبب اگر بتا سکتا ہے تو وہی شخص جو خالق ومخلوق کے رابطہ وتعلق اور اس کی حقیقت سے واقف ہو اور یہ جانتا ہو کہ جو خدا کا ہو جاتا ہے ساری کائنات اس کی ہو جاتی ہے۔

الفاظ کی تاثیر: فلاسفہ ہوں یا سائنس دان عقلی گھوڑے دوڑاتے ہیں لیکن اللہ والے انہیں بھی حکمتِ عملی سے سمجھا دیتے تھے۔

ایک ولی اللہ کسی بیمار پر کچھ پڑھ پڑھ کر دم کر رہے تھے۔ بوعلی سینا (بہت بڑا فلسفی اور طب حکمت کا نام لیکن روحانیت کا منکر) نے کہا کیا کہہ رہے ہو یہ بے فائدہ کام ہے۔ ولی اللہ نے اسے گالی دی تو وہ سیخ پا ہو گیا۔ ولی اللہ نے کہا ناراض کیوں ہوئے، بوعلی سینا نے کہا آپ کی گالی سے۔

ولی اللہ نے فرمایا گالی کے الفاظ میں تاثیر ہے تو کلام الٰہی میں بطریق اولیٰ تاثیر ہے۔

با ادب درندے

عارف ابن عباد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ درندے بھی درود پڑھنے والے کا احترام کرتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ میں سفر میں تھا ایک رات ایسی جگہ قیام ہوا جہاں درندے بکثرت تھے۔ میں ایک اونچے ٹیلے پر بیٹھ گیا اور درود پڑھتا رہا چونکہ کوئی شخص درود پڑھے تو اللہ اس پر صلوٰۃ پڑھتا ہے اس دوران میں بندہ اللہ کی حفاظت میں رہتا ہے۔ درندے کی کیا مجال ہے کہ وہ قریب آئے چنانچہ وہ رات بھر کسی چیز سے نہیں ڈرے۔ (فضائل درود)

فائدہ : (۱) درود شریف کے فضائل کسی سے مخفی نہیں اس کا ایک یہ ہے کہ درود پڑھنے والے کا درندے بھی احترام کرتے ہیں لیکن بے حیاء انسان خود درود والے نبی پاک ﷺ کا ادب واحترام نہیں کرتا۔ (۲) یہ تو دنیوی فائدہ ہوا آخرت میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ اور رسول اکرم ﷺ کا قرب نصیب ہوگا۔

شیر کا حیاء

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا۔ **اتدرون ما یقول الا سد فی زئرہ،** کیا تمہیں معلوم ہے کہ شیر جب گرجتا ہے تو کیا کہتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حسب عادت کہا، اللہ ورسولہ اعلم، اللہ اور اسکے رسول ﷺ کو معلوم ہے۔ آپ نے فرمایا وہ کہتا ہے **اللھم لا تسلطنی علےٰ احد من اھل المعروف** "(حیوۃ الحیوان ص۵ ج۱)

اے اللہ مجھے نیک لوگوں (اولیاء) پر مسلط نہ کرنا۔

با ادب درندے

حضور سرور عالم ﷺ کی خدمت میں ایک اعرابی آیا اور اس نے نہایت خوشی سے رقص کیا اسکے بعد رونے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے خوشی کا اور رونے کا سبب پوچھا۔ اس نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ میں ایک چرواہا ہوں۔ ایک روز میں نے ایک شیر سوار سے آپ کا نام مبارک سنا تو مسلمان ہو گیا اور اس سے آپ کے متعلق پوچھا اس نے اپنے ہاتھ سے اسطرف اشارہ کیا اور چلا گیا۔ میں نے اسی وقت اپنے مال واسباب وہیں چھوڑا اور آپ کی طرف روانہ ہو گیا۔ ہر منزل ہر صبح وشام اللہ تعالیٰ مجھے غیب سے روٹی پانی دیتا ہے جو درندہ میرے سامنے آتا مجھے سجدہ کر کے چلا جاتا۔ اب آپکی زیارت سے مشرف ہوا ہوں حالانکہ آپ نے میری طرف کوئی قاصد نہیں بھیجا اسی سبب

سے میں نے رقص کیا اور رویا اس لئے کہ قریش آپ ﷺ کے رشتہ دار ہیں آپ کی عداوت سے دوزخ میں جائینگے اسی لئے اللہ تعالیٰ کی لاپرواہی سے ڈرتا اور روتا ہوں۔ (ملفوظات شاہ سلیمان تونسوی قدس سرہ ص ۲۸۰)

چاہ کنعان کے موذی

کنعان سے نو میل دور کنواں سام بن نوح علیہ السلام کے زمانہ سے ویران پڑا تھا۔ چار سو گز گہرا اور اسکا پانی جسے دیکھتے ہی گھبراہٹ چھا جاتی۔ جب یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈالنے لگے آپ نے ان سے بہت التجاہ وزاری کی انہوں نے ایک نہ سنی۔ پیراہن جسم سے اتارا اور انکے ہاتھ پاؤں باندھ کر اسی کنوئیں میں، یہیں لٹکا دیا۔ جب آدھے کنوئیں تک پہونچے تو رسی کاٹ دی۔ یوسف علیہ السلام کنوئیں کی تہ تک نہ پہونچے تھے کہ جبریل علیہ السلام سدرہ سے آئے اور ایک سیکنڈ میں یوسف علیہ السلام کو ہاتھوں میں لیکر ایک سفید پتھر پر بٹھا دیا جو اس کنوئیں کے اوپر تھا۔

کنوئیں کے موذیوں نے ایک دوسرے کو پکار کر کہا کہ اپنی بلوں میں پڑے رہو ایک محبوب خدا ہمارے ہاں تشریف لایا ہے۔ جب تک یوسف علیہ السلام کنوئیں میں رہے ایک موذی بھی اپنی بل سے باہر نہ نکلا تا کہ یوسف علیہ السلام کو گھبراہٹ نہ ہو۔ (روح البیان)

درندے مہمان

سیدنا سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مشہور ہے کہ تستر (شہر) میں آپکے گھر کو لوگ بیت السباع (درندوں کا گھر) کہتے۔ بلکہ تمام اہلِ تستر متفق ہیں کہ بہت سے درندے اور شیر آپکی خدمت میں آتے اور آپ انہیں کھانا کھلاتے اور انکا خیال رکھتے حالانکہ تستر کی آبادی بہت بڑی تھی۔ (کشف المحجوب)

فائدہ: اس طرح کے بیشمار واقعات اولیاء کرام کے مشہور ہیں۔

نمرود کا لنگڑا مچھر

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کو فرمایا کہ اب بدکاریوں سے توبہ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تہہ دل سے توبہ کر کے عجز وانکساری کر۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے چار سو سال بادشاہی بخشی۔ اور معجزات دکھائے اسکے باوجود تو خدائی دعویٰ کئے جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا لشکر بیشمار ہے تجھے برباد کرنے کے لئے ایک معمولی لشکر کافی ہے۔ نمرود نے کہا یہ نہیں ہوسکتا کہ میرے مقابلہ میں کوئی اور بادشاہ ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ کی فوج ہے تو مقابلہ کر کے دکھائے جبریل علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کی خد

مت میں حاضر ہوئے اور فرمایا کہ نمرود سے فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ کی فوج آتی ہے مقابلہ کے لئے تیار ہو جا۔ نمرود نے تین دن کی مہلت مانگی۔ تیسرے دن کہا کہاں ہے خدائی فوج۔ اچانک مچھروں کا غول نمودار ہوا اور آتے ہی ایسے چھا گئے کہ سورج کی روشنی بھی نظر نہ آتی تھی۔ نمرود کے چھکے چوٹ گئے۔ پھر ایک بادل آیا اس سے نمرود کی فوج کے ہوش اڑ گئے۔ نمرود نے کہا نقارہ بجاؤ ادھر مچھروں نے شور مچایا تو نمرود فوج سمیت مبہوت ہو گیا۔ پھر آناً فاناً مچھر سب کو لپٹ گئے۔ اور سب کو کھانا شروع کر دیا سب کی گوشت بوٹی نوچ لی۔ فوج سواریوں سمیت مچھروں کی زد میں تھے۔ نمرود چھپ کر محل میں گھس گیا اسی دوران ایک لنگڑا مچھر آتے ہی نمرود کے دماغ میں داخل ہو کر پنجے جما کر اسکے دماغ پر بیٹھ گیا۔ اس سے نمرود کا چین وقرار ختم ہو گیا۔ نہ نیند نہ آرام جب تک اس کے سر پر جوتے نہ پڑتے اسے آرام نہ آتا درد سر اسے کھائے جا رہا تھا اس درد اور سخت مصیبت میں چالیس دن مبتلا ہو کر مر گیا۔ (قصص الانبیاء)

خاتمہ

یہ حال تو ہے ان کا جو لاشعور اور نہایت ہی زبوں حال مخلوق ہے اور حضرت انسان جسے اشرف المخلوق کا لقب نصیب ہے اگر وہ بے ادب اور گستاخ ہو تو تعجب ہے۔ فقیر ذیل میں ان حضرات کے ادب کا حال عرض کرتا ہے جو اشرف المخلوق سے بھی اشرف ہیں یعنی صحابہ کرام اور اولیاء عظام۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

(۱) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

آپ کو سیف اللہ کا اعزاز نصیب ہوا۔ ان کی ٹوپی میں رحمتِ کائنات سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک سلے ہوئے تھے۔ جنگ کے دوران جب کہ آپ سپہ سالار تھے گھمسان کی جنگ ہو رہی تھی اسی دوران آپ کی وہ ٹوپی گر گئی۔ آپ نے سخت کوشش کی اور ٹوپی تلاش کر کے اس کو اٹھایا اتنے میں کافی جاں نثاران شہید ہو گئے۔ جنگ ختم ہونے کے بعد بعض حضرات نے آپ سے سوال کیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا آپ کے ایسا کرنے سے کتنے شہید ہو گئے ہیں۔ یہ سن کر سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے صرف ٹوپی کی خاطر ایسا نہیں کیا بلکہ ان موئے مبارک کی خاطر کیا ہے جو اس ٹوپی میں سلے ہوئے تھے۔ (شفا شریف، عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری۔ نسیم الریاض)

فائدہ: صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہمیں یہ سبق دے گئے ہیں کہ ادب کے راستے میں نہ باپ کی پرواہ کی جاتی ہے نہ جان کی پرواہ کی جاتی ہے نہ عزت وآبرو کی۔

(۲) ابو محذورہ (موذن رسول ﷺ)

حضرت ابو محذورہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر کے اگلے حصے میں بالوں کا ایک جوڑا تھا۔ بیٹھے ہوئے اگر ان کو کھولتے تو وہ زمین تک پہنچ جاتے۔ کسی نے آپ سے کہا کہ آپ ان بالوں کو منڈا کیوں نہیں دیتے۔ یہ سن کر فرمایا یہ وہ بال ہیں جن کو رحمت کائنات ﷺ کا ہاتھ مبارک لگا ہوا ہے اس لیے میں ان کو منڈانا گوارہ نہیں کرتا۔ (شفا شریف)

(۳) حضرت خداش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن رسول اکرم شفیع اعظم ﷺ کو ایک پیالہ میں کھانا کھاتے دیکھا تو انہوں نے وہ پیالہ بطور تبرک لے لیا اور جب امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خداش کے گھر تشریف لے جاتے تو ان سے وہی پیالہ طلب فرماتے اور اس میں آبِ زمزم ڈال کر پیتے اور اپنے چہرے پر چھڑک لیتے۔

(اصابہ سیرت رسول عربی ﷺ)

(۴) سیدنا انس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک لکڑی کا پیالہ تھا جس میں سید الکونین ﷺ نے بارہا پانی پیا تھا وہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد بطور وراثت کسی کو ملا۔ پھر کسی محبت والے نے وہ پیالہ آٹھ لاکھ درہم دے کر خرید لیا۔ کیونکہ اس پیالہ کو حبیب خدا سید الانبیاء ﷺ کے ہونٹ مبارک لگے ہوئے ہیں۔ (شرح شمائل)

(۵) جب حضرت کعب بن زہیر ایمان لائے اور قصیدہ بانت سعاد سید العالمین ﷺ کی خدمت میں پڑھا اور جب حضرت کعب نے یہ شعر پڑھا۔

ان الرسول لنور یستفاد

مھند س من سیوف اللّٰہ مسلول

تو والی امت ﷺ نے اپنی چادر مبارک حضرت کعب کو عطا فرمائی۔ بعد میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس ہزار درہم دے کر وہ چادر مبارک خریدنا چاہی تو حضرت کعب نے فرمایا میں یہ چادر مبارک کسی کو نہ دونگا۔ پھر حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے وارثوں سے بیس ہزار درہم دے کر خرید لی۔ (شرح قصیدہ بحوالہ سیرت رسول عربی ﷺ)

(۶) جنگ احد میں حضرت عبداللہ بن جحش صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی تو جانِ جہاں ﷺ نے ان کو کھجور کی ایک ٹہنی پکڑائی اور وہ تلوار بن گئی۔ وہ تلوار حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان میں رہی اور ان کے وا

رڈوں سے بعا تر کی نے دوسو دینار دے کر خرید لی۔ (زرقانی شرح مواہب لدنیہ)

(۷) حضرت اسد بن زرارہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رحمۃ اللعالمین ﷺ کی خدمت میں ایک چار پائی بطور ہدیہ پیش کی جس پر نبی اکرم ﷺ آرام فرمایا کرتے تھے وہ چار پائی تبرکاً منتقل ہوتی آئی پھر وہ چار پائی عبداللہ بن اسحاق رضی اللہ عنہ نے چار ہزار درہم دے کر خرید لی۔ (زرقانی)

(۸) غازی احمد بن فضلویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب یہ سنا کہ رحمت دوعالم والی اُمت ﷺ نے کمان ہاتھ میں لی تھی تو اس دن سے غازی احمد بن فضلویہ رحمۃ اللہ علیہ نے ادب کی وجہ سے کبھی کمان کو بے وضو ہاتھ نہیں لگایا۔ اس جیسے وا قعاتِ صحابہ وتابعین فقیر کی تصنیف ''باادب بانصیب'' میں پڑھیے۔

ادب پر انعامِ خداوندی

انبیاؤ اولیاء وصلحاء وعلماء کے ادب سے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسا نصیب ہوتا ہے جس سے دنیا رشک کناں ہوتی ہے نہ صرف وقتی طور بلکہ پشتوں تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے یوں ہی بے ادبی وگستاخی کا حال ہے، فقیر نے ان دونوں کو دو کتابوں میں تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ ''باادب بانصیب'' اور'' بے ادب بے نصیب'' یہاں بطور نمونہ ملاحظہ ہو۔

(۱) حضرت ثابت نے سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے نیازمندی اور ادب کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت نعمان ابو حنیفہ امام اعظم جیسا فرزندارجمن عطا فرمایا۔

(۲) شمس الائمہ حلوانی رحمہ اللہ کے والد علماء کرام کو حلوہ تیار کر کے کھلاتے تو اللہ تعالیٰ نے ایسا بیٹا عطا فرمایا جو ائمہ فقیہ ہیں۔ اسکا لقب شمس الائمہ مشہور ہوا (رحمہم اللہ)

(۳) رونق المجالس میں ہے کہ بلخ شہر میں ایک تاجر تھا جو کہ صاحبِ ثروت مالدار تھا اس کے دو بیٹے تھے اور اس کی خوش نصیبی کہ اس تاجر کے پاس رحمتِ کائنات سید دوعالم ﷺ کے تین بال مبارک تھے۔ جب وہ تاجر فوت ہوا تو اس کے د ونوں بیٹوں نے باپ کی جائیداد آدھی آدھی لے لی اور جب موئے مبارک کی تقسیم کی باری آئی تو ایک بال مبارک بڑے بھائی نے لے لیا ایک چھوٹے بھائی کو دیدیا۔ تیسرے بال مبارک کے متعلق بڑے بھائی نے کہا کہ ہم آدھا آدھا کر کے لیتے ہیں۔

یہ سن کر چھوٹے بھائی نے جو کہ بڑا ہی خوش عقیدہ خوش نصیب اور ادب میں رنگا ہوا تھا اس نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم میں ہرگز اس بال مبارک کو توڑنے نہیں دوں گا کیونکہ حبیب خدا سید انبیا ﷺ کی شانِ عظیم اس سے بالاتر ہے کہ آپ کے بال مبا

رک کوتوڑا جائے اور جب بڑے بھائی نے چھوٹے کی عقیدت دیکھی تو اس نے کہا یوں کریں کہ تینوں بال مبارک تو لے لے اور باپ کی باقی ساری جائیداد مجھے دیدے۔ یہ سن کر چھوٹا بھائی جو کہ خوش بخت اور خوش نصیب تھا۔ اس نے کہا مجھے اور کیا چاہیے اور اس نے دنیائے فانی کی ساری دولت (جائیداد) بڑے بھائی کو دیدی اور ابدی دولت یعنی بال مبارک خود لے لئے۔ پھر ان موئے مبارکہ کو ایک محفوظ جگہ پر ادب کے ساتھ رکھ دیا اور جب بھی شوق آتا موئے مبارکہ کی زیارت کرتا اور سامنے کھڑا ہو کر درود پاک پڑھتا۔ پھر اللہ تعالیٰ بے نیاز کے دربار میں ایسی غیرت آئی کہ بڑے بھائی کا سارا مال ساری دولت چند دنوں میں ختم ہو گئی اور وہ کنگال ہو گیا اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اس چھوٹے بھائی کو موئے مبارک کی برکت سے دنیا کا مال بھی کثرت سے دیا اور جب وہ چھوٹا بھائی فوت ہوا تو کسی نے اس کو خواب میں دیکھا کہ شاہ کونین رحمت کائنات ﷺ تشریف فرما ہیں اور اس خواب دیکھنے والے کو فرمایا کہ لوگوں میں اعلان کر دے کہ جس کسی کو کوئی حاجت درپیش ہو تو اس (چھوٹے بھائی) کی قبر پر آئے اور یہاں آ کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کا سوال کرے۔ چنانچہ اس اعلان کے بعد لوگ قصد کر کے اس کی قبر پر آتے اور پھر معاملہ یہاں تک پہنچ گیا کہ جو کوئی اس قبر کے علاقہ میں آتا سواری سے اتر کر پیدل چلتا۔ (رونق المجالس، القول البدیع، سعادۃ الدارین)

فائدہ: یہ سارے انعامات موئے مبارک کا ادب کرنے کی وجہ سے عطا ہوئے۔

(۴) امام الاولیاء علی ہجویری داتا گنج بخش لاہوری قدس سرہ نے کشف المحجوب میں تحریر فرمایا کہ حضرت خواجہ مہدی سیاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شہر مرو کے کھاتے پیتے اور خوشحال گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ باپ کے فوت ہونے پر آپ کو وراثت میں بہت زیادہ دولت ملی۔ پھر آپ کو پتہ چلا کہ فلاں شخص کے پاس رحمتِ دوعالم حبیبِ اکرم ﷺ کے دو بال مبارک ہیں۔

آپ نے وہ دونوں بال مبارک دنیا کی دولت دے کر خرید لئے تو اللہ تعالیٰ نے ان موئے مبارکہ کی برکت سے مہدی سیاری کو توبہ کی توفیق عطا کی اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا ولی بنالیا پھر آپ نے حضرت خواجہ ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر توبہ کر لی اور ان کی خدمت میں رہ کر وہ مقام پایا کہ اولیاء کرام کے ایک گروہ کے امام بن گئے۔ پھر جب ان کا (خواجہ مہدی سیاری رحمۃ اللہ علیہ کا) وصال کا وقت آیا تو آپ نے وصیت کی کہ یہ دونوں بال مبارک میرے منہ میں رکھ دیئے جائیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا وہ دونوں بال مبارک ان کے منہ میں رکھ دیئے گئے۔ اب ان کا مزار مرو میں مشہور ہے۔

وامروز گو داو بمرو ظاهر است مرد ماد بحا جت خو استن آنجا دو ندو مهمات از آنجا

طلبند ومجرب است (کشف المحجوب) یعنی حضرت خواجہ مہدی سیاری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک مرو میں مشہور ہے اور لوگ اپنی حاجتیں لے کران کے مزار پر جاتے ہیں اور وہاں سے اپنی حاجتیں پاتے ہیں یہ مجرب ہے۔

فائدہ : یہ ساری بہاریں ادب کی ہیں کہ آج انکے مزارات مرجع خلائق ہیں۔ سچ ہے۔

اگر کھیتی سراسر باد گیرد

چراغ مقبلان ہر گز نمیرد

(۵) ابوعبداللہ نے بیان کیا ہے کہ ہم بغداد کے دینی مدرسہ نظامیہ میں علم دین پڑھتے تھے ان ایام میں ایک غوث بغداد شریف میں وارد ہوئے۔(سید یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ) وہ جب چاہتے ظاہر ہو جاتے اور جب چاہتے غائب ہو جا ئے۔ہم تینوں اس غوث کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے راستہ میں ابن سقا نے کہا میں تو اس غرض سے غوث کے پاس جا رہا ہوں تا کہ اس سے ایسا سوال کروں جس کا وہ جواب نہ دے سکے۔اس کے بعد بولا میں نے کہا میں بھی ایک سوال کر وں گا اور دیکھوں گا کیا جواب دیتے ہیں۔ پھر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بولے اور فرمایا اللہ تعالیٰ کی پناہ کہ میں غو ث سے کوئی سوال کروں۔(ہرگز سوال نہیں کروں گا) میں تو ان کی خدمت میں زیارت کے لئے جا رہا ہوں۔الغرض ہم تینوں وہاں پہنچے تو ایک گھڑی کے بعد ہمیں اس غوث کی زیارت نصیب ہوئی وقت کے غوث نے ابن سقا کی طرف جلال کی نظر سے دیکھا اور فرمایا۔اے ابن سقا تجھ پر افسوس ہے کہ تو مجھ سے سوال کرنے آیا کہ میں اس کا جواب نہ دے سکوں گا ۔اے ابن سقا تیرا سوال یہ ہے کہ اور اس کا جواب یہ ہے۔اے ابن سقا سن لے میں دیکھ رہا ہوں کہ کفر کی آگ تجھ پر بھڑ ک رہی ہے۔اس کے بعد وقت کے غوث نے میری طرف دیکھا اور فرمایا اے عبداللہ تو بھی مجھ سے سوال کرنے آیا ہے تا کہ تو دیکھے کہ کیا جواب دیتا ہوں۔ لے یہ تیرا سوال ہے اور یہ اس کا جواب ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ دنیا تیرے کانوں تک چڑھی ہوئی ہے۔اس کے بعد اس غوث زمان نے شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی طرف نظر کی اور ان کو اپنے قریب کر لیا پھر عزت افزائی کرتے ہوئے فرمایا اے صاحبزادے اے عبدالقادر تو نے حسن ادب سے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کو راضی کر لیا ہے۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ بغداد میں منبر پر چڑھ کر بھرپور مجمع میں وعظ کریں گے۔اور یوں فرمائیں گے میرا یہ قدم جملہ اولیاء کی گردنوں پر ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرے زمانے میں تمام اولیاء کرام نے تیرے جلال کی وجہ سے اپنی گردنوں کو جھکا لیا ہے۔اسکے بعد وہ غوث غائب ہو گئے۔ پھر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ پر اس غوث کے کہنے کے موافق آثار قرب خداوندی ظاہر ہوئے اور ہر خاص و عام نے آپ کی ولایت پر

اتفاق کیا اور آپ نے حسب ارشاد فرمایا! میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے اور اولیاء کرام نے آپ کے لئے اس کا اعتراف (اقرار) کیا۔ اور ابن سقا کا قصہ یہ ہوا کہ وہ علوم شرعیہ (دینی علم حاصل کرنے میں) مشغول رہا یہاں تک کہ کمال علم حاصل کرلیا اور بہت سے اہل زمانہ پر فوقیت لے گیا۔ اور تمام علوم میں نیز فن مناظرہ میں مشہور ہوگیا۔ زبان کے اعتبار سے بڑا فصیح ،شکل کے اعتبار سے بڑا حسین۔ لہٰذا بادشاہ نے اسے اپنا مقرب بنالیا اور پھر قاصد (سفیر) بنا کر شام وروم کی طرف بھیجا۔ رومی بادشاہ نے ابن سقا کو صاحب فنون اور فصیح پایا تو بہت حیران ہوا پھر عیسائی مذہب کے علماء کو ابن سقا کے ساتھ مناظرہ کے بلایا تو ابن سقا نے سب علماء کو لاجواب کردیا اور عیسائی علماء ہار گئے ۔اس کامیابی سے شاہ روم کے نزدیک ابن سقا کی عظمت اور بڑھ گئی اور یہی کامیابی ابن سقا کے لئے فتنہ کا سبب بنی۔ ازاں بعد ایک دن ابن سقا کی رومی بادشاہ کی شہزادی پر نظر پڑ گئی اور وہ اس شہزادی پر فریفتہ ہوگیا پھر بادشاہ سے شاہزادی کے رشتہ کی درخواست کردی۔ شاہ روم نے کہا صرف ایک شرط ہے اور وہ یہ کہ تو بھی عیسائی مذہب قبول کرلے۔ اس پر ابن سقا نے اسلام سے مرتد ہوکر عیسائی مذہب قبول کرلیا۔ تو شاہ روم نے اپنی بیٹی کا نکاح ابن سقا سے کردیا۔ پھر تھوڑے عرصہ میں ابن سقا بیمار ہوگیا اور ایسا بیمار ہوا کہ اسے کوئی پوچھتا نہیں تھا۔ لوگوں نے اسے ایک کونے میں ڈال دیا اور وہ گذراوقات کے لئے دربدر کی بھیک مانگا کرتا اور اس کو کوئی منہ نہ لگاتا۔ ابن سقا کو حد درجہ پریشانی اور رُوسیاہی پیش آئی۔ ایک دن اس کے دوستوں میں سے کسی کا اس پر گزر ہوا تو اس نے ابن سقا سے پوچھا کیا حال ہے؟ یہ سن کر ابن سقا نے جواب دیا کہ ایک فتنہ ہے جو مجھ پر نازل ہوا ہے۔ اس دوست نے ابن سقا سے پوچھا تجھے قرآن پاک بھی کچھ یاد ہے یا نہیں۔ ابن سقا نے کہا ایک آیت یاد آرہی ہے اور وہ یہ ہے۔

رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ (پارہ۱۴،سورۃ الحجر،ایت۲)

ترجمہ: بہت آرزوئیں کریں گے کافر کاش مسلمان ہوتے۔

اس دوست کا بیان ہے کہ پھر ایک دن میں اس کی طرف گیا اور ابن سقا کو دیکھا وہ اتنا سیاہ ہو چکا ہے کہ جیسے جلا ہوا کوئلہ ہوتا ہے اور نزع یعنی جان کنی کی حالت میں تھا میں نے اسے کی قبلہ کی طرف کروٹ بدلی وہ پھر مشرق کی طرف پھر گیا حتیٰ کہ اسی حالت میں اس کی جان نکل گئی۔ ابن سقا اس غوث کی بات یاد کیا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ اسی وجہ سے مصیبت میں مبتلا ہوا ہوں۔

عبداللہ بن عصرون نے کہا میرا قصہ یوں ہوا کہ میں دینی علوم پڑھ کر فارغ ہوا اور میں دمشق چلا گیا۔ تو سلطان نور

الدین شہید نے مجھے بلا کر اوقاف کا محکمہ میرے سپرد کر دیا اور میں اوقاف کا متولی بن گیا تو مجھ پر ہر طرف سے دنیا چلی آ رہی تھی اور میں غوثِ وقت کے فرمان کو یاد کرتا تھا۔ الحاصل ہم تینوں پر غوثِ وقت کی بات پوری ثابت ہوئی۔

(انوار الحسنین ،اشرف علی تھانوی ۳۶)(فتاوی حدیثیہ)

فائدہ: اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملا کہ صرف علم پڑھنے سے کچھ نہیں ہوتا انسان بیشک چودہ علم پڑھ لے اگر ادب نہیں تو سب کچھ لاحاصل ہے اور اگر ادب ہے تو سب کچھ ہے۔ **الطریق کلہ ادب** ۔قابل غور بات ہے کہ ابن سقا ایک ولی ایک غوث کی شان میں معمولی سی بے ادبی کر کے ایمان ضائع کر بیٹھا تو جو شخص نبیوں کے نبی رسولوں کے امام حبیب خدا ﷺ کی شان میں بے ادبی کرے اس کا حشر کیا ہوگا۔

(۶) خواجہ خواجگان بابا فرید الدین گنج شکر قدس سرہ نے فرمایا ایک بار ایک نوجوان جو کہ بڑا فاسق و فاجر تھا ملتان میں فوت ہوا۔ مرنے کے بعد کسی کو خواب میں ملا۔ دیکھنے والے نے پوچھا تیرے ساتھ کیا معاملہ ہوا تو اس نے جواب دیا کہ مجھے میرے رب کریم نے بخش دیا ہے۔ خواب دیکھنے والے نے پوچھا معافی کس وجہ سے ہوئی۔ تو اس نے کہا کہ ایک دن حضرت خواجہ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کہیں جارہے تھے تو میں نے براہِ محبت آپ کے ہاتھ مبارک کو بوسہ دیا ۔اللہ تعالیٰ نے اسی عمل کی وجہ سے مجھے بخش دیا ہے۔ (خلاصۃ العارفین) یہ ذات والا صفات کا فضل ہے جس کا قرآن میں اعلان ہے۔

لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ (پارہ ۱۷،سورۃ الانبیاء، ایت ۲۳)

ترجمہ: اس (اللہ تعالیٰ) سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے، اور ان سب سے سوال ہوگا۔

یعنی اللہ تعالیٰ جو کچھ کرے کوئی اس سے پوچھ نہیں سکتا کہ یہ کیوں کیا، اور حق تعالیٰ ہر کسی سے پوچھ سکتا ہے۔

(۷) سیدنا خواجہ جنید بغدادی قدس سرہ کے زمانہ میں ایک شخص تھا جسے لوگ اس کی غلط روش کی بنا پر شقی (بدبخت و دوزخی) کہا کرتے تھے۔ ایک دن وہ شخص خواجہ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کچھ دیر بیٹھنے کے بعد اٹھ کر چلا گیا۔ راستہ میں کسی نے اس کو شقی کہہ کر پکارا تو غیب سے آواز آئی اب اس کو شقی نہ کہو۔ کیونکہ یہ ہمارے ولی جنید کی خدمت میں بیٹھ چکا ہے اور جو بھی ان کی خدمت میں ایک گھڑی بیٹھ جائے وہ شقی (بدبخت بدنصیب) نہیں رہ سکتا۔

(ذکر خیر)

(۸) ایک شخص جو کہ نہایت ہی بدکردار فاسق و فاجر تھا ایک دن وہ دریائے دجلہ پر ہاتھ منہ دھونے گیا۔ تو اتفاقاً وہاں نیچے

بہاؤ کی طرف امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے وضو کر رہے تھے اس کے دل میں خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ کا مقبول اور امامِ وقت وضو کر رہا اور میرے جیسا نالائق انسان اوپر کی طرف بیٹھا ہاتھ منہ دھوئے یہ بڑی بے ادبی کی بات ہے۔ یہ خیال آتے ہی وہ اٹھا اور نیچے کی طرف آ بیٹھا اور ہاتھ پاؤں دھو کر چلا گیا۔ جب وہ شخص فوت ہوا تو ایک بزرگ کو خواب میں ملا آپ نے پوچھا بتا تیرے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا۔ اس نے دجلہ والا واقعہ سنایا اور کہا مجھے میرے ربِ کریم نے سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ادب کرنے کی وجہ سے بخش دیا ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء۔ ذکرِ خیر)

(۹) مولانا حمید الدین بنگالی اپنے ملک بنگال سے باہر علم دین حاصل کرنے گئے۔ علم دین حاصل کرنے کے بعد اپنے وطن آ رہے تھے جب آگرہ پہنچے تو مفتی آگرہ کے ہاں قیام کیا۔ حسنِ اتفاق سے سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی قدس سرہ آگرہ تشریف لائے۔ مولانا حمید بنگالی چونکہ امام ربانی مجدد الف ثانی سے بد اعتقاد تھے لہذا حضرت امام ربانی قدس سرہ کی آگرہ تشریف آوری کی خبر سن کر مولانا بنگالی نے اپنے وطن کو روانگی کا پروگرام بنایا تو مفتی آگرہ نے مولانا بنگالی سے دریافت کیا کہ آپ اتنی جلدی کیوں تیار ہو گئے۔ مولانا بنگالی نے بتایا کہ شیخ سرہندی چونکہ یہاں قریب ہی آ کر ٹھہرے ہیں اور میں ان سے ملنا نہیں چاہتا اس لئے جا رہا ہوں۔ مفتی صاحب نے استفسار کیا مولانا آپ کیوں ملنا نہیں چاہتے ہیں وہ عالم دین بھی ہیں اور بزرگ بھی ہیں۔ بنگالی صاحب نے کہا کہ میرا دل ہی نہیں چاہتا۔ آخر کار مولانا بنگالی نے اپنا سامان اٹھایا اور بنگال کی طرف روانہ ہو گئے اور تین دن کے بعد بنگالی صاحب پھر آ گئے۔ مفتی صاحب نے کہا مولانا کیا ہوا آپ واپس آ گئے مولانا بنگالی بولے میں آپ کے ہاں ایک کتاب بھول گیا وہ لینے آیا ہوں۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ تلاش کر لو۔ بنگالی صاحب اندر کتاب تلاش کر ہی رہے تھے کہ مفتی صاحب نے بتایا کہ امام ربانی دروازے پر جلوہ افروز ہیں اور اندر آنا چاہتے ہیں۔ مفتی صاحب نے فرمایا مرحبا تشریف لائیں۔ یہ سن کر مولانا بنگالی گھبرا گئے اور کہا میں کہاں جاؤں۔ مفتی صاحب نے فرمایا اس جگہ کوٹھری میں چھپ کر بیٹھے رہو۔ پھر جب سیدنا امام ربانی صاحب اندر تشریف لائے تو مفتی صاحب نے عرض کیا حضور کیسے تشریف لانا ہوا۔ فرمایا ایک مسئلہ کے متعلق تبادلہ خیال کرنا ہے۔ مفتی صاحب نے عرض کیا حضور آپ سے کونسا مسئلہ پوشیدہ ہے۔ تو فرمایا آپ اس علاقہ کے مفتی ہیں لہٰذا تبادلہ خیال کرنے میں کونسا حرج ہے۔

(فقیر کا نظریہ یہ ہے کہ یہ ایک بہانا تھا حقیقت میں وہ بحکمِ الٰہی مولانا بنگالی کو شکار کرنے آئے تھے۔)

اسی اثناء میں امام ربانی کی نظر مولانا بنگالی کی نظر سے دوچار ہوگئی پھر تھوڑی دیر کے بعد سیدنا امام ربانی قدس سرہ حجرہ سے باہر نکلے تو مفتی صاحب بھی الوادع کرنے کو نکلے تو مفتی صاحب نے دیکھا کہ مولانا حمید الدین بنگالی دست بستہ حضرت امام ربانی کے پیچھے پیچھے جا رہے ہیں اور زارو قطار رو رہے ہیں۔ مفتی صاحب نے تعجب کیا اور کسی کو فرمایا کہ پیچھے جاؤ دیکھو کہ بنگالی صاحب کہاں تک جاتے ہیں پھر اس نے آکر بتایا کہ حضرت امام ربانی مکان میں جلوہ گر ہوگئے ہیں اور بنگالی صاحب دروازے پر کھڑے رو رہے ہیں۔ پھر حضرت صاحب نے شفقت فرمائی اور مولانا کو اندر بلا لیا اور پھر سلوک مجددی طے کرانا شروع کر دیا اور جب سلوک پورا ہوگیا۔ اور مولانا بنگالی کو جانے کی اجازت مل گئی تو حضرت قدس سرہ العزیز نے فرمایا لاؤ دستار تاکہ مولانا کی دستار بندی کی جائے۔ یہ سن کر مولانا بنگالی نے عرض کیا اگر تبرک عطا کرنا ہے تو اپنے استعمالی جوتے عطا کر دیں۔ آپ نے سمجھایا کہ کوئی اور چیز لے لو مگر وہ بار بار یہی عرض کرتے رہے کہ جوڑا مبارک عطا ہوجائے اور جب جوڑے مبارک عطا ہوا اور مولانا بنگالی روانہ ہوئے تو اس جوتا مبارک کو دانتوں میں دبائے تین کوس پچھلے پاؤں چلتے گئے اور اپنے گھر میں ایک چبوترا بنایا اس پر وہ جوڑا بڑے ادب سے رکھ دیا اور جو کوئی بیمار یا دعا کا خواستگار آتا مولانا فرماتے پیالے میں پانی لاؤ اور آپ اس جوتا مبارک کی نوک اس پیالہ میں پھیر دیتے تو وہ مریض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تندرست ہوجاتا اور اگر کسی کی قسمت میں شفانہ ہوتی تو وہ پیالا ٹوٹ جاتا اور زندگی بھر یہ سلسلہ جاری رہا اور پھر جب مولانا بنگالی کی وصال ہوا تو وہ پاپوش مبارک ان کی قبر میں سر کی طرف ایک خاص جگہ پر رکھ دی گئی۔ (ملفوظات خواجہ خواجگان غلام نبی للّٰہی رحمۃ اللہ علیہ، ص ۳۶)

فائدہ: ایک ولی کے جوتے مبارک کا ادب کرنے سے مولانا حمید الدین بنگالی رحمۃ اللہ علیہ کا گھر باذن اللہ دار الشفا بن گیا اور جن کے وسیلہ سے ولی ولی بنتے ہیں ان کا ادب کرنے سے کیا کچھ عطا ہوگا۔ ان شاء اللہ جنت ملے گی۔

(۱۰) سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ تھا ان کی قوم بنی اسرائیل میں ایک شخص نہایت ہی گنہگار اور کردار کا گندہ تھا اس نے سو سال اور ایک قول کے مطابق دو سو سال نافرمانیوں میں گزار دیئے اور جب وہ مر گیا تو بنی اسرائیل نے اس کا غسل وکفن گوارا نہ کیا بلکہ اسے ٹانگ سے پکڑ کر گندگی کے ڈھیر پر پھینک آئے۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے کلیم موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ ہمارا ایک دوست فوت ہوگیا ہے اور اسے لوگوں نے گندگی پر پھینک دیا ہے آپ اپنی قوم کو حکم دیں کہ اس کو اٹھائیں اور عزت واحترام کے ساتھ تجہیز وتکفین کریں اور آپ اس کا جنازہ پڑھائیں۔ یہ سن کر سیدنا موسیٰ علیہ السلام قوم کو لے کر وہاں پہنچے تو اسے دیکھا تو پہچان لیا کہ یہ وہی پاپی ہے لیکن مامور تھے اسے اعزاز سے

اٹھا کر تجہیز و تکفین کر کے جنازہ پڑھایا اور دفن کر دیا۔ بعد میں موسیٰ علیہ السلام نے دربارِ الٰہی میں عرض کیا کہ یا اللہ! یہ شخص اتنا مجرم و گنہگار اس اعزاز کا حقدار کیسے بن گیا۔ ربِ ذوالجلال نے فرمایا اے میرے نبی تھا تو یہ بڑا گنہگار اور سخت سزا کا حقدار مگر ہوا یوں کہ ایک دن اس نے تورات کھولی اور اس میں میرے حبیب کریم ﷺ کے نام مبارک پر اس کے دل میں میرے حبیب کی محبت نے جوش مارا اس نے نامِ محمد ﷺ کو بوسہ دیا آنکھوں پر رکھ کر اس نے درود پاک پڑھا تو میں نے اس کی اس تعظیم و ادب کرنے سے اس کے گناہ معاف کر دیئے اور اس کو اپنے بندوں میں شامل کر لیا۔

(سیرت حلبیہ)

فائدہ: ثابت ہوا کہ نبی پاک ﷺ کا اسم مبارک چومنا نجات کا موجب ہے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف ''شہد سے میٹھا محمد نام''

(۱۱) سیدنا بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ نشہ میں دھت کہیں جا رہے تھے۔ کہ راستہ میں ایک کاغذ کے ٹکڑے پر نظر پڑی اس کو اُٹھایا تو دیکھا کہ اس پر لکھا تھا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ خواجہ بشر حافی نے اس کاغذ کو صاف کیا عطر لگایا اور اونچی جگہ پر رکھ دیا اس پر اللہ ذوالجلال کا نام پاک لکھا ہوا تھا۔ اسی رات کسی اللہ والے کو حکم ہوا کہ بشر کو خوش خبری سناؤ کہ تو نے ہمارے نام کو معطر کر کے بلند مقام پر رکھا ہے لہٰذا ہم بھی بشر کو بلند مقام عطا کریں گے۔ اس اللہ والے نے یہ سوچ کر کہ بشر تو شرابی کبابی ہے کہیں میرا یہ الہام غلط نہ ہو۔ پھر دوسری بار حکمِ الٰہی ملا پھر تیسری بار یہی فرمان ملا۔ وہ بشر کے گھر گئے تو وہاں پتہ چلا کہ بشر شراب خانے گئے ہوئے ہیں اور جب وہ اللہ والے شراب خانے گئے تو کسی نے بتایا کہ بشر تو شراب کے نشہ میں بدمست لیٹا ہوا ہے اس اللہ والے نے کہا کہ بشر کو پیغام دو کہ تیرے لئے ایک خاص پیغام لایا ہوں۔ جب بشر نے پیغام سنا تو ڈرتے ہوئے ننگے پاؤں دوڑے اور پیغامِ الٰہی سن کر ہمیشہ کے لئے تائب ہو گئے۔ اس کے بعد خواجہ بشر حافی نے کبھی جوتا نہیں پہنا اسی لئے آپ کا لقب حافی ہوا اور حافی کا معنی ہے پابرہنہ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس بشر کو جو شرابیوں کا سردار تھا اللہ تعالیٰ کے نام پاک کا ادب کرنے کی وجہ سے ولیوں کا سردار بنا دیا۔

(۱۲) ہارون رشید کی ملکہ زبیدہ اپنی سہیلیوں میں بیٹھی تھی کہ اذان شروع ہو گئی۔ ان خواتین میں سے کسی عورت نے اذان کے دوران کوئی بات کرنا چاہی تو ملکہ زبیدہ نے اشارے سے منع کر دیا پھر جب ملکہ زبیدہ فوت ہو گئی تو کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کس سبب سے بخشش ہوئی۔ تو بتایا کہ اذان کا ادب کرنے کی وجہ سے بخشش ہو گئی (تعطیر الانام روح البیان) تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ ''رحمت حق بہانہ می جوید''۔

(۱۳) سلطنتِ عثمانیہ کا مورثِ اعلیٰ عثمان غازی ایک دن کہیں جا رہا تھا۔ رات ایک جگہ قیام کیا تو دیکھا کہ قرآن مجید رکھا ہوا ہے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ قرآن پاک ہے۔ عثمان غازی نے کہا قرآن پاک کے سامنے بیٹھ جانا خلافِ ادب ہے اور وہ ہاتھ باندھے صبح تک کھڑا رہا۔ صبح جب وہ نکلا تو اسے ایک شخص ملا اور کہا کہ آپ کہاں تھے میں تو آپ کو تلاش کر رہا ہوں۔ پھر اس شخص نے کہا کہ آپ نے چونکہ قرآن مجید کا ادب کیا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے اور آپ کی اولاد کیلئے سلطنت لکھ دی ہے۔ (تفسیر روح البیان سورۃ انبیاء)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الکریم وعلیٰ آلہ وا صحا بہ اجمعین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح **محمد فیض احمد اویسی رضوی** غفرلہٗ

بہاول پور۔ پاکستان

